اَلْشِفَاءُ فِيْ تَبَرُّكَاتِ الأَنْبِيَاءِ وَالأَوْلِيَاءِ

المعروف

تبرکات میں شفاء

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ

امابعد! یہ رسالہ مسئلہ اثبات میں ہے کہ انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم السلام بالخصوص حضور ﷺ کے تبرّکات اقدس میں بہت برکت ہیں بلاؤں اور امراض کو دفع (دور) کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ سے جو شے منسوب ہو وہ بہت سی بابرکت اور قابلِ تعظیم ہوگئی مثلاً دیارِ حبیب ﷺ کا ذرہ ذرہ بہت ہی بابرکت اور قابلِ تعظیم ہے کہ اس کو حضور ﷺ سے نسبت ہے۔

فقیر نے اپنی تصنیف ''أحسَنُ الۡبَرَکَاتِ فِي التَّبَرُّکَاتِ'' میں تفصیل لکھی ہے اور دلائل بھی۔ اس رسالہ میں صرف وہ روایات وحکایات عرض کروں گا جن میں تصریح ہے کہ تبرّکات سے اَمراض سے شفاء اور غزوات (جنگ) میں فتح نصیب ہوئی اور آج بھی عقیدت صحیح ہو تو وہ برکات نصیب ہوسکتے ہیں لیکن اَدْوِیات (دوائی) کے غلبہ نے اہلِ اسلام کی عقیدت کو کمزور کردیا اگرچہ اکثر اہلِ اسلام اس غلبہ سے مغلوب ہیں لیکن پھر بھی بعض خوش قسمت، اسلاف کی طرح عقیدت سے سرشار (مالامال) ہیں۔ ان کے لئے یہ رسالہ ''اَلۡشِفَاءُ فِيۡ تَبَرُّکَاتِ الأَنۡبِیَاءِ وَالۡأَوۡلِیَاءِ'' ھدیہ ہے۔

مگر قبول افتدزہے عزو شرف

وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۱ صفر۔ ۱۳۸۸ھ

تَبَرُّکَاتِ شفاء

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال باکمال کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے جنہوں نے مخلوقِ خدا کو احکاماتِ خداوندی پر عمل پیرا ہونے کا درس دیا۔ مگر ایک ایسا دور آیا کہ نبی اسرائیل کے لوگ اپنے مالکِ حقیقی (اللہ عزوجل) سے روگردانی کرکے عیش و عشرت میں مشغول ہوگئے۔ بنی اسرائیل کو اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ مغلوب ہوکر رہ گئے۔ قومِ عَمَالِقہ ان پر غالب آگئی ایسے حالت میں بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت شموئیل علیہ السلام کو تاجِ نبوت پہنا کر ان کی طرف بھیجا جب آپ نے اپنی قوم میں اعلانِ نبوت فرمایا تو قوم نے کہا وَقَالُوا: إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَابْعَثْ لَنَا مَلَكًا نُقَاتِلْ [1] (درمنثور جلد ا، صفحہ ۲۱۵)

یعنی اور اُنہوں نے کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردو۔

آپ نے حضرت طالوت کو ان کے لئے بادشاہ مقرر فرمایا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس انتخاب کو دل وجان سے تسلیم کرلیتے مگر اُنہوں نے اس فیصلے پر اعتراض کیا کہ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ (البقرہ: 247)

یعنی اے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اسے مال میں وسعت بھی نہیں دی گئی۔

اے اللہ کے نبی! آپ نے ہم پر طالوت کو بادشاہ تو مقرر فرمایا مگر طالوت ہم پر بادشاہی کرنے کا حق کیسے رکھتا ہے جبکہ نہ تو وہ شاہی خاندان سے ہے اور نہ صاحبِ مال (مالدار)۔ وہ ہم سے خاندانی لحاظ سے بھی کم ہے اور مالی لحاظ سے بھی ہم سے کم ہے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! تمہاری عیب جوئی بیکار ہے تمہارا اعتراض اُٹھانا بے سود (بے فائدہ)۔ اس لئے کہ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (البقرہ: 247)

یعنی اور اللہ جیسے چاہے اپنا ملک عطا فرمادے۔

جب مالک الملک رب کریم نے طالوت کا انتخاب فرمالیا ہے۔ پھر تمہیں اس کے بادشاہ ہونے پر اعتراض کا کیا حق ہے؟ بنی اسرائیل نے عرض کیا اے نبی اللہ! ہم طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں فیصلہ خداوندی قبول ہے۔ ہم آپ کے فرمانِ عالیہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے مگر اطمینانِ قلبی کے لئے یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی ایسی روشن دلیل دکھادیں جس سے ہمارے دل مطمئن ہوجائیں۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے کہ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پارہ ۲، رکوع ۱۶)(البقرہ: 248)

ترجمہ: طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ ایک صندوق تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کو سکون ہوگا۔

حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت کے بادشاہ ہونے کی کھلی دلیل یہ ہوگی کہ تمہارے پاس ایک ایسا صندوق آئے گا جس کی زیارت سے تمہیں سکون قلب نصیب ہوگا۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ اس صندوق میں یہ برکت اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے تبرکات ہیں۔

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ (البقرۃ: 248) یعنی اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ (چھوڑے ہوئے) کی۔

فائدہ: مفسرین کرام اس آیۃ کریمہ کے تحت نقل فرماتے ہیں اس صندوق میں کیا کیا چیزیں تھی۔

كَانَ فِيهِ لَوحَانِ مِنَ التَّوْرَاةِ، وَرَضَاضُ الأَلْوَاحِ الَّتِي تَكَسَّرَتْ، وَعَصَا مُوسَىٰ وَنَعْلَاهُ، وَعِمَامَةُ هَارُونَ وَعَصَاهُ. [2]

(درمنثور جلد ا صفحہ ۳۱۷، تفسیر مظہری جلد ا صفحہ ۳۲۲)

---

[1] (تفسير السيوطي (الدر المنثور في التفسير بالمأثور)، البقرة: 246 إلي 247، 559/1، دار الكتب العلمية، 2015م)

[2] (التفسير المظهري، البقرة: 248، 339/1، دار الكتب العلمية، 2007م)

یعنی اس صندوق میں دو تختیاں تورات کی اور کچھ شکستہ (پرانے) تختیوں کے ٹکڑے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک اور آپ کے جوڑے مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اوران کی لاٹھی تھی۔

فائدہ: اس صندوق میں تورات شریف کی چند تختیاں موسیٰ علیہ السلام کا عصامبارک تھا اور ان کا جوڑامبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اور آپ کا عصامبارک تھا اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں کہتا کہ "اس صندوق کی زیارت سے سکونِ قلب حاصل ہو گا"۔ تو یہاں سے معلوم ہوا اللہ والوں کے پہنے ہوئے کپڑے ان کے جسم اطہر کے ساتھ مَس شدہ (استعمال شدہ) اشیاء کی زیارت سکونِ قلب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تو اللہ والوں کے کپڑوں کی زیارت اور ان کے استعمال شدہ اشیاء کی زیارت اوران سے برکت حاصل کرنا قرآنی فیصلہ ہے۔

قرآن مجید سے تبرُّک کا ثبوت اور ان سے حصولِ برکات وغیرہ کا واضح بیان کے باوجود اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کی شوم بختی (بد بختی) ہے اب ان تبرُّکات کی مختصر سی تشریح کی جاتی ہے تاکہ مزید اطمینان نصیب ہو۔

تبرُّکات کے اسماء: موسیٰ علیہ السلام کے عصاء شریف اور آپ کا جوڑامبارک، ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اور عصاء مبارک تھا اور اس صندوق کی زیارت باعثِ تسکینِ قلب ہے۔

عصائے موسوی کے فوائد و برکات: ڈنڈے تو دنیا میں بہت سے اور بھی ہیں مگر عصاءِ کلیم (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی) عام ڈنڈوں کی طرح نہیں بلکہ یہ وہ عصاء مبارک (لاٹھی مبارک) ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ السلام نے پکڑا تھا اور یہ وہ ڈنڈا ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوْسٰى (پارہ ۱۶، رکوع ۱۰) (طٰہٰ: 248) **ترجمہ:** اور تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔

اس عصاء مبارک کی شان یہ ہے: وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ (البقرۃ: 60)

ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصامارو فوراً ہی اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔

یہ وہ عصاء ہے جس کو کلیم اللہ علیہ السلام پکڑتے تھے اور بکریوں کے لئے پتے بھی جھاڑ لیتے تھے، اس پر تکیہ بھی لگا لیتے تھے، دریائے قلزم[3] اسی عصاء سے خشک ہوا تھا، اسی عصاء کو کلیم اللہ علیہ السلام نے پتھر پر مارا تو بارہ چشمے پانی کے بہہ نکلے، پانی پر پڑے تو راستے بنا دیئے۔ یہی وہ عصاہے جو سانپ بن کر موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتا تھا اور جب آپ ہاتھ لگاتے تو پھر لاٹھی بن جایا کرتا تھا، یہ اندھیری رات میں مَشْعَل (روشنی) کا کام بھی دیتا تھا۔

فائدہ: یہ ڈنڈے کا کمال نہ تھا بلکہ یہ ساری برکتیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کلیم اللہ علیہ السلام کی تھیں۔ یہ تو تھا عصائے کلیم اللہ جس کی زیارت طُمانیتِ قلب (دل کے اطمینان) کا باعث تھی اب ذرا تاجدارِ مدینہ امام الانبیاء ﷺ کی شان سنیئے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

فائدہ: موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا مقدس عصامارا تو پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے مگر میرے آقا علیہ السلام کے غلاموں نے پانی کا سوال کیا تو آپ نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے اور پندرہ سو صحابہ سیر اب ہو گئے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

ضربِ کلیم کا پتھروں سے پانی نکالنا یقینا بہت بڑا معجزہ ہے مگر میرے شہنشاہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا یہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے بلکہ میرے آقا ﷺ کے دستِ انور سے تو دودھ کی ندیاں بہہ گئیں۔

یہ صرف عصائے موسیٰ کی برکات عرض کی گئیں یونہی دوسرے تبرُّکات کو سمجھئے۔

---

[3] دریائے قلزم در حقیقت بحر قلزم (Red Sea) بحیرۂ احمر کا ایک پرانا نام ہے۔ یہ سمندر مصر، سعودی عرب، سوڈان، یمن اور دیگر خطوں کے درمیان واقع ہے اور بحر ہند سے جڑا ہوا ہے۔

صندوق تَبَرُّکات کی برکات: وہ صندوقِ سکینہ فرشتے لائے اور طالوت کے سامنے رکھ دیا۔ جنگ کی حالت میں یہ صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح بخشتا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل میں یہ صندوق رہا وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے جو قبول ہوتی تھیں۔ جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے تھے پھر بعد میں بنی اسرائیل میں بعض ایسے بدبخت پیدا ہوگئے جنہوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ تبرّکات میں بے شمار فوائد وبرکات ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ ان تبرّکات کو سیدنا موسیٰ وسیدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہما السلام سے نسبت تھی اور رسول اکرم ﷺ کی نسبتِ برکات کا اندازہ خود لگایئے اس لئے کہ منسوب اِلیہ کی وجہ سے منسوب میں تبرّکات ہیں۔ مزید معلومات فقیر کی تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان میں پڑھئے۔

پیرہنِ یوسفی شفاء: جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر گئے تو آپ نے فرمایا کہ ابا جان کا کیا حال ہے؟ تو بھائیوں نے جواب دیا:

وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ (یوسف: 85) **ترجمہ:** اور ان کی آنکھیں غم وفراق کی وجہ سے جاتی رہیں۔

یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے یہ نہیں کہا کہ ان کو یہاں لے آؤ میرے پاس بڑے بڑے طبیب ہیں ان کا علاج یہاں ہو جائے گا بلکہ آپ نے فرمایا: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ (پارہ ۱۳، رکوع ۴)(یوسف: 93)

ترجمہ: میری قمیض لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دینا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ (پارہ ۱۳، رکوع ۵)(یوسف: 96)

ترجمہ: پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا تو وہ قمیض ان کے منہ پر ڈال دی اسی وقت بینائی واپس آگئی۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ تبرّکاتِ محبوبانِ خدا میں شفاء ہے اور یہی منشائے ایزدی (رب تعالیٰ کی چاہت) ہے کہ اس کریم نے شفاء تو بخشنی تھی لیکن سبب اور وسیلہ یوسف علیہ السلام کا کُرتا بنا۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ محبوبانِ خدا کے تبرّکات میں صدہا برکات وشفائے امراض اور آخرت کی نجات ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے کُرتہ کو یعقوب علیہ السلام کی چشمانِ مبارک میں لگانے سے ان کی بینائی کی روشنی میں تیزی آگئی۔

پس منظر: تفاسیر میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب ان کو کنوئیں میں ڈال کر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا کر یہ کہہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو بے انتہا رنج وقَلَق (بے چینی) اور بے پناہ صدمہ ہوا اور وہ اپنے بیٹے کے غم میں بہت دنوں تک روئے اور بکثرت رونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی کمزور ہوگئی تھی۔ پھر برسوں کے بعد جب برادرانِ یوسف علیہ السلام قحط کے زمانے میں غلہ لینے کے لئے دوسری مرتبہ مصر گئے اور بھائیوں نے آپ کو پہچان کر اظہارِ ندامت (شرمندگی کا اظہار) کرتے ہوئے معافی طلب کی تو آپ نے اُنہیں معاف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے وہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ہے۔

جب آپ نے اپنے بھائیوں سے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا اور بھائیوں نے بتایا کہ وہ تو آپ کی جدائی میں روتے روتے بہت ہی نڈھال ہوگئے ہیں اور ان کی بینائی بھی بہت کمزور ہوگئی ہے۔ بھائیوں کی زبانی والد ماجد کا حال سُن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت ہی رنجیدہ اور غمگین ہوگئے پھر آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (پارہ ۱۳)(یوسف: 93)

ترجمہ: میرے والد کے منہ پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آئے۔

چنانچہ برادرانِ یوسف علیہ السلام اس کُرتے کو لے کر مصر سے کنعان روانہ ہوئے آپ کے بھائیوں میں سے یہودا (سب سے بڑے بھائی) نے کہا کہ اس کُرتے کو میں لے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جاؤں گا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر ان کا خون آلود کُرتا بھی میں ہی ان کے پاس لے کر گیا تھا اور میں نے ہی یہ کہہ کر ان کو غمگین کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو چونکہ میں نے اُنہیں غمگین کیا تھا لہٰذا آج میں ہی یہ کُرتا دے کر اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خوشخبری سُنا کر ان کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یہودا اس پیراہن کو لے کر اسی کوس (مسافت) تک ننگے سر برہنہ پا دوڑتا ہوا چلا گیا۔ راستہ کی خوراک سات روٹیاں اس کے پاس تھیں مگر فرطِ مسرّت اور جلد پہنچنے کے شوق میں وہ ان روٹیوں کو بھی نہ کھا سکا اور جلد سے جلد سفر طے کر کے والد محترم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ یہودا جیسے ہی کُرتا لے کر مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا۔ کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی اور آپ نے اپنے پوتوں سے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (سورہ یوسف، رکوع ۱۱)(یوسف: 94)

ترجمہ: بے شک میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو پا رہا ہوں اگر مجھے تم لوگ یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے۔

آپ کے پوتوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ اب بھی اپنی اسی پُرانی وارفتگی میں پڑے ہوئے ہیں بھلا کہاں یوسف ہیں اور کہاں ان کی خوشبو؟

لیکن جب یہودا کُرتا لے کر کنعان پہنچا اور جیسے ہی کُرتے کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو فوراً ہی ان کی آنکھوں میں روشنی آگئی

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(پارہ ۱۳، رکوع ۱۱)(یوسف: 96)

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا (یہودا) آیا اس نے وہ کرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا اُس وقت ان کی آنکھوں میں پھر روشنی آگئی اور اُنہوں نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم لوگ نہیں جانتے۔

علم غیب نبی یعقوب: یہودا مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتا لے کر جیسے ہی کنعان ہی طرف چلا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی اس بارے میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے یہی حکایت یوں بیان فرمائی ہے:

یکی پرسید از آن گم‌کرده‌فرزند — که ای روشن‌گُهر پیرِ خردمند

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام سے جن کے فرزند گم ہو گئے تھے کسی نے یہ پوچھا کہ اے عالی ذات آور بزرگ عقلمند۔

چرا در چاهِ کَنعانش ندیدی؟!

آپ نے مصر جیسے دور دراز مقام سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے کی خوشبو سونگھ لی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کنعان ہی کی سرزمین میں ایک کنوئیں کے اندر تھے تو آپ کو اتنے قریب سے بھی ان کی خوشبو محسوس نہیں ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ جواب دیا:

بگفت: احوالِ ما برقِ جهان است — دمی پیدا و دیگر دم نهان است

گهی بر طارَمِ اعلیٰ نشینیم — گهی بر پشتِ پایِ خود نبینیم (4)

یعنی ہم اللہ والوں کا حال کوندنے (چمکنے) والی بجلی کی مانند ہے کہ دَم بھر میں ظاہر اور دَم بھر میں پوشیدہ ہو جاتی ہے کبھی تو ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی صفاتِ نورانیہ کی تجلی ہوتی ہے تو ہم لوگ آسمانوں پر جا بیٹھتے ہیں اور ساری کائنات پیشِ نظر ہو جاتی ہے اور کبھی ہم پر جب اِسْتِغْرَاقْ کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ہم لوگ خدا

---

4) (سعدی، گلستان، باب دوم در اخلاق درویشان، حکایت شمارہ 10)

کی ذات و صفات میں ایسے مُستَغرَق ہو جاتے ہیں کہ مَا سِوَیٰ اللّٰہِ تَعَالیٰ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے بے نیاز ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ہم اپنے پُشت پا (آگے پیچھے) کو بھی نہیں دیکھ پاتے۔

یہی وجہ ہے کہ مصر سے تو پیراہنِ یوسف کو ہم نے سونگھ کر اس کی خوشبو محسوس کر لی کیونکہ اُس وقت ہم پر کَشفِی (اصطلاح تصوُّف) کیفیت طاری تھی مگر کنعان کے کنویں میں سے ہم کو حضرت یوسف کی خوشبو اس لئے محسوس نہ ہو سکی کہ اُس وقت ہم پر استغراقی کیفیت کا غلبہ تھا اور ہمارا حال یہ تھا کہ،

میں کس کی لوں خبر مجھے اپنی خبر نہیں

اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "علمِ یعقوب" میں پڑھیے۔

فائدہ: اس واقعہ سے خاص طور پر دو سبق ملتے ہیں۔

(۱) اللہ والوں کے لباس اور کپڑوں میں بھی بڑی برکت اور کرامت ہوتی ہے لہٰذا بزرگوں کے لباس و پوشاک کو تبرُّک بنا کر رکھنا اور اُن سے برکت و شفاء حاصل کرنا اور ان کو خداوند قدوس کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا یہ مقبولیت اور حصولِ سعادت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(۲) اللہ والوں کا حال ہر وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا بلکہ کبھی تو اُن پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے انوار سے ایسا حال طاری ہو جاتا ہے کہ اُس وقت وہ سارے عالم کے ذرّے ذرّے کو دیکھنے لگتے ہیں اور کبھی وہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں اس طرح گم ہو جاتے ہیں کہ تجلیوں کے مشاہدے میں مُستَغرَق ہو کر سارے عالم سے بے توجہ ہو جاتے ہیں اُس وقت اُن پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ ان کو کچھ بھی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ وہ اپنا نام تک بھول جاتے ہیں۔ تَصَوُّف کی دو کشفی و استغراقی کیفیات[5] ایسی ہیں جن کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا بلکہ ان کیفیات و احوال کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو صاحبِ نسبت و اہلِ ادراک ہیں جن پر خود یہ احوال و کیفیات طاری ہوتی رہتی ہیں۔ سچ ہے لذت بادہ عشقش ز من مست مپرس ذوق   این مئے نشناسی بخدا تا نہ چشی[6]

اور اس حال و کیفیت کا طاری ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ ذکر و فکر اور مُراقبہ کے ساتھ ساتھ شیخِ کامل کی باطنی توجہ سے دل کی صفائی اور انجلاء قلبی (دل میں پاکی) پیدا ہو جائے۔ سلطانِ تَصَوُّف حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

صد کتاب و صد ورق درنارکن   روۓ دل را جانب دلدارکن[7]

از"کنز" و"ہدایہ "نہ تواں یافت خدارا   سی پارہ دل خواں کہ کتابے بہ ازیں نیست

یعنی خالی "کنزالدقائق" و "ہدایہ" پڑھ لینے سے خدا نہیں مل سکتا بلکہ دل کے سپارے پڑھو کیونکہ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔

مگر اس دورِ نفسانیت میں جب کہ تَصَوُّف کے علمبرداروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور محض جھاڑ پھونک اور شعبدہ بازیوں پر پیری مریدی کا ڈھونگ چلا رہے ہیں اور خالی رنگ برنگ کے کپڑوں اور نئی نئی تراش خراش کی پوشاکوں اور تسبیح و عصا کو معیار بنا رکھا ہے بھلا تَصَوُّف کی حقیقی کیفیات و تجلیات کو لوگ کب اور کیسے اور کہاں سے سمجھ سکتے ہیں؟ اس لئے اس بارے میں اربابِ تَصَوُّف اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں:

حقیقت خرافات میں کھو گئی   یہ اُمت روایات میں کھو گئی

اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "پیری مریدی" میں پڑھیے۔

---

[5] کشف کا مطلب ہے باطنی حقائق کا مشاہدہ یا پردے ہٹنے کی کیفیت، جس میں صوفی کو غیر معمولی روحانی تجربات حاصل ہوتے ہیں۔ استغراق کا مطلب ہے کسی شے میں اتنا ڈوب جانا کہ باقی ہر چیز سے غافل ہو جانا۔ تصوف میں، استغراق اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد میں گم ہو جانے کو کہتے ہیں۔

[6] ترجمہ: ان کی شرابِ عشق کی لذت مجھ مست سے نہ پوچھو۔ خدا کی قسم اس شراب (عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم) کی لذت بغیر چکھے نہیں جان سکتے۔ (ن اُویسی)

[7] ترجمہ: سو کتابوں اور سو اوراق کو آگ میں ڈال دو، (جن سے تمہیں محبوب کی محبت اور معرفت و حقیقت کا سراغ نہ مل سکا)
اب اپنے دل کے رخ کو محبوب کی طرف کر لو. (تاکہ عین الیقین سے حق الیقین بن سکو) (ن اُویسی)

بہر حال پیراہن یوسف علیہ السلام سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی میں تیزی کا سبب بنا ہمارے عقیدے کی تائید ہے کہ شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن انبیاء واولیاء اسی شفاء کے وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔

تَبرُّکاتِ مصطفی ﷺ: حضور نبی پاک ﷺ کی ہر منسوب شے میں بے شمار برکات و فوائد ہیں صرف چند نمونے رسالہ ہذا میں عرض کرتا ہوں۔

جُبّہ اقدس: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعدِ وفات حضور اکرم ﷺ کے جُبّہ مبارک کو جو اُن کے پاس تھا غسل دے کر مریضوں کو پلاتیں مریض بفضلِ خدا شفاء پاتے۔ چنانچہ صحیحین میں ابوبردہ سے ہے:

قَالَتْ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا) كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيظًا. فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَيْنِ.[8]

یعنی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقتِ وصالِ اقدس حضور پرنور ﷺ کے یہ دو کپڑے تھے۔

تحصیل الشفاء: صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةً طَيَالِسَةً كِسْرَوَانِيَّةً. لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ. وَفَرْجَاهَا مَكْفُوفَانِ بِالدِّيبَاجِ. فَقَالَتْ: هٰذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ. فَلَمَّا قُبِضَتْ. قَبَضْتُهَا. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُهَا. فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَىٰ. يُسْتَشْفَىٰ بِهَا.[9]

یعنی اُنہوں نے ایک اُونی جُبّہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جُبّہ ہے۔ اُم المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفاء چاہتے ہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: قاعدہ ہے کسی بیماری کا علاج دوائی سے ہوتا ہے لیکن وہ دوائی صرف ایک دوا امراض کام دیتی ہے لیکن یہاں جُبّہ شریف کا حال یہ ہے کہ ہر مرض کے لئے شفا ہے کہ جو بیمار جیسی بیماری لے کر آتا جُبّہ مبارک کے پانی سے وہ شفاء پاتا۔

موئے مبارک: حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین کی برکات و فوائد پر مشتمل فقیر کا رسالہ "موئے مبارک کی برکات وفوائد اور گیسوئے رسول ﷺ" کا مطالعہ کیجئے۔ ان دونوں رسالوں میں گیسوئے مبارک کے متعلق فوائد وبرکات کے علاوہ بہت سی علمی و عملی بحثیں عرض کی گئی ہیں۔ اس بارے میں مخالفین جو کچھ کہیں ان کی بدقسمتی ہے ورنہ موئے مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایسی عقیدت تھی کہ اگر دورِ حاضرہ کے شرک کے مفتی اُنہیں دیکھ پاتے تو اُنہیں سمجھ آتا کہ ان حضرات کو موئے اقدس سے کتنا عشق تھا۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ. وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ. فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ.[10] (رواہ مسلم کتاب الفضائل)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک حجام مونڈتا تھا اور صحابہ کرام اس کے گرد چکر کاٹتے تھے صرف اس ارادہ پر کہ سرکا بال مبارک ضائع نہ ہو جائے جو بال گرتا وہ ہاتھوں ہاتھ لے لیتے۔

---

[8] (سنن الترمذي. كتاب اللباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. باب ما جاء في لبس الصوف. 196/4. الحديث 1733. دار الكتب العلمية)
(صحيح البخاري. كتاب فرض الخمس. باب ما ذكر من درع النبي صلى الله عليه وسلم وعصاه وسيفه وقدحه وخاتمه. 1131/3. الحديث 2941. دار ابن كثير. سنة النشر: 1414ھ/1993م)
(صحيح مسلم. كتاب اللباس والزينة. باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه واليسير في اللباس والفراش وغيرهما. 1649/3. الحديث 2080. دار إحياء الكتب العربية)

[9] (صحيح مسلم. كتاب اللباس والزينة. باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء. 1641/3. الحديث 2069. دار إحياء الكتب العربية)

[10] (صحيح مسلم. كتاب الفضائل. باب قرب النبي عليه السلام من الناس وتبركهم به. 1812/4. الحديث 2325. دار إحياء الكتب العربية)

(۲)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ، فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى، وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: «خُذْ»، وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ.[11]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں حجرہ میں تشریف لاکر حُجرہ کو رَمی کیا اور آرام گاہ میں منیٰ میں آکر قربانی کی اور حجام کو فرمایا کہ بال لے دائیں جانب کا اشارہ فرمایا پھر بائیں جانب پھر وہ بال لوگوں کو عطا فرمائے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے صراحۃً اور نصًّا عطا فرمانا موئے مبارک کا صحابہ کرام کو ثابت اور مُحقَّق ہے۔ واضح رہے کہ موئے مبارک کے تبرُّک ہونے اور تقسیم کی اور اس کے ساتھ تبرُّک حاصل کرنے اور اس کو تبرُّک سمجھنے اور بطورِ تبرُّک اپنے پاس رکھنے اور اس کو لوگوں میں شائع کرنے کی دلیل واضح ہے۔

انتباہ: پہلی حدیث میں صحابہ کرام کا تبرُّکات سے عقیدت اور دوسری حدیث میں ثابت ہوا کہ تبرُّکات سے حصولِ برکات میں منشائے نبوی ﷺ ہے۔ اسی لئے تو وہ بال مبارک صحابہ کرام میں خود تقسیم کئے تاکہ آنے والی نسلیں تبرُّکات سے فُیوض وبرکات پائیں۔

صحابہ کرام کو تَبَرُّکَات سے عقیدت وعشق: صحابہ کرام کو جو بھی حضور ﷺ کے تبرُّکات نصیب ہوئے وہ اسے دنیا میں جان سے پیارا اور مرتا(وفات پاتا) تو وصیت کرتا کہ یہ تبرُّک قبر میں اس کے ساتھ ہو۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال سے قبل وصیت فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ کی قمیص مبارک میرے کفن کے بیچ میں رکھنا، ناخن مبارک اور موئے مبارک میرے منہ اور آنکھوں پر رکھ دینا۔[12] (الفاسہ للفرناروی)

فائدہ: تبرُّکات سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتنا عقیدت وپیار ہے کہ مرنے کے بعد بھی ساتھ لے جارہے ہیں اور اشارہ فرمارہے ہیں کہ جنت کا ٹکٹ ساتھ لے جارہا ہوں اب ڈر کاہے کا ہے۔

(۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی حضور ﷺ کا ایک بال مبارک تھا اور اُنہوں نے بھی وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد یہ مبارک اور باعظمت بال میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[13]

فائدہ: غور فرمایئے کہ تبرکات صحابہ کرام کی نظروں میں کتنا عظیم سرمایہ تھے کہ مرنے کے بعد قبر میں ساتھ لے جارہے ہیں اور زبان کے نیچے رکھوانے میں اشارہ ہے کہ نَکِیْرَیْنْ(فرشتوں کے سوالات) کا جواب آسان ہو۔

تَبَرُّکَات میں شفاء: حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کیونکہ میری زوجہ کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھجوا دیتی۔ کیونکہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک تھا جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس کو نکال کر پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی کر شفاء یاب ہو جاتا تھا۔[14] (رواہ البخاری)

فائدہ: ناظرین غور فرمایئے کہ صحابہ کرام بیماریوں کے علاج کے لئے ہسپتال یا کسی شفاخانہ کی طرف رُخ نہ کرتے بلکہ وہ اپنی تمام بیماریوں کا علاج حضور ﷺ کے تبرُّکات کو سمجھتے جیسے اُوپر کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔

---

[11] (صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي ثم ينحر ثم يحلق، 947/2، الحديث 1305، دار إحياء الكتب العربية)

[12] (سير أعلام النبلاء، الصحابة رضوان الله عليهم، معاوية بن أبي سفيان، 160/3، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: 1422ھ/2001م)

[13] (الإصابة في تمييز الصحابة، 277 أنس بن مالك، 276/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415ھ)

[14] (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب ما يذكر في الشيب، 2210/5، الحديث 5557، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)
(الإصابة في تمييز الصحابة، 277 أنس بن مالك، 276/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415ھ)

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فُتوحات کی چابی: سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے میرے پاس نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشانی مبارک کے بال تھے جن کو میں نے اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی کر رکھا تھا انہی مقدس بالوں کی برکتیں تھیں کہ عمر بھر ہر جہاد میں مجھے فتح و نُصرت حاصل ہوتی رہی۔ (شفاء شریف)

فائدہ: خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات پر اسلام کو ناز ہے لیکن خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زُلفِ عنبرین پہ ناز ہے بلکہ اس پر اپنی جان فدا بلکہ کئی جانیں قربان کر دیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ،

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یرموک میں مصروفِ جہاد تھے کہ نسطور نامی ایک خطرناک پہلوان سے سامنا ہوا مقابلہ شروع ہوا اور کافی دیر سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ اتنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور آپ زمین پر تشریف لے آئے۔ اس موقع پر آپ کی ٹوپی مبارک زمین پر آ پڑی اور وہ کافر پہلوان آپ کی پشت مبارک پر آ گیا۔ اس عالم میں جب کہ کافر بالکل تیار ہے کہ آپ کو شہید کر دے آپ نے اپنے ساتھیوں کو پکارا میری ٹوپی مجھے دو۔ ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو فوراً آپ کی ٹوپی لا کر دے دی آپ نے اس کو پہن کر اس کافر پہلوان نسطور کا مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔

بعد میں لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور والا! کیا وجہ تھی کہ دشمن آپ کی پشت پر سوار آپ کو شہید کرنے کے درپے تھا مگر آپ کو اپنی ٹوپی کی فکر لگ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشانی مبارک کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں اسی لئے میں بے قرار ہو گیا کہ کہیں ان کی برکات مجھ سے دور نہ ہو جائیں اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔[15] (شفاء)

نوٹ: یہ مضمون خاصہ طویل ہے فقیر نے اپنے دعویٰ تبرُّکات میں شفاء کے لئے احادیث صحیحہ عرض کر دی ہیں۔

تبرُّکات سے عقیدت پر انعامِ خداوندی: شہر بلخ کے ایک امیر وکبیر سوداگر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے دو لڑکے تھے سوداگر نے ترکہ میں بے شمار مال و دولت کے علاوہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تین موئے مبارک بھی چھوڑے تھے۔ حقیقتاً یہ موئے مبارک دنیا و مافیہا کے تمام سرمایوں سے بڑھ کر ہی تھے ترکہ کی تقسیم کی گئی مال و دولت آدھا آدھا تقسیم کر لیا گیا۔ موئے مبارک کی تقسیم کرتے ہوئے بڑے بھائی نے مشورہ دیا کہ دونوں بھائی ایک ایک موئے مبارک لے لیں اور تیسرے بال مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹا بھائی لرز گیا عاشق مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھا۔ اس نے کہا یہ تو بے ادبی ہے میرا عشق میرا پاس ادب یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا ہے کہ اس بال مبارک کو قطع کرنے دوں۔ یہ سن کر بڑے بھائی نے کہا کہ اگر تم اتنے ہی عاشق ہو تو تمام مال و دولت مجھے دے دو اور یہ تینوں موئے مبارک خود رکھ لو۔ چھوٹے بھائی نے یہ فیصلہ بہت خوشی کے ساتھ منظور کر لیا تینوں بال مبارک خود لے کر سارا مال بڑے بھائی کو دے دیا۔

تھوڑے عرصے میں بڑے بھائی کو کاروبار میں نقصان ہو گیا یہاں تک کہ وہ بالکل کنگال ہو گیا اور پائی پائی کا محتاج ہو گیا۔ چھوٹے بھائی کا حال بھی پڑھیں اس پر کتنی رحمتیں ہوئیں حقیقتاً برکات تو اس کے پاس پہلے سے موجود تھیں وہ موئے مبارک کو سامنے رکھ کر جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھا کرتا تھا اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے چھوٹے سے کاروبار میں برکت دی اور وہ عشق کی دولت سے تو مالا مال تھا ہی دنیاوی طور پر بھی مالدار ہو گیا کچھ عرصہ بعد چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔

بعد انتقال کسی نیک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس چھوٹے بھائی کو اپنے پہلو میں جگہ عطا فرمائی ہے اور فرمایا کہ جاؤ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر انہیں کوئی حاجت پیش آ جائے تو اس میرے عاشق کی زیارت کریں اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔

---

[15] (شرح الشفا لملا علي القاري، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه، 2/99، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 ھ)

اس نیک بزرگ شخص نے اپنا خواب لوگوں پر ظاہر کر دیا پھر تو یہ بات اس قدر مشہور ہو گئی کہ لوگ جوق در جوق اس عاشق مصطفی ﷺ کے مزار کی زیارت کرنے لگے اور لوگوں کے کام بھی وہاں پر بننے لگے۔ یہاں تک اس مزار کا اتنا ادب کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص سواری پر ہوتا تو اس مزار کے قریب سے گزرنا ہوتا تو ادباً سواری سے اُتر کر وہاں سے گزرا کرتا تھا۔[16] (القول البدیع)

فائدہ: یہ حکایت اتنی مشہور ہے کہ مخالفین بھی اپنی تصانیف میں اسے درج کرتے چلے آئے ہیں۔

نقشہ نعل پاک: حضور سرور عالم ﷺ نعلین پاک کے نقشہ سے بڑے روایاء مشائخ اور علماء فقہاء نے اپنے دُکھ اور درد کے وقت فائدہ اُٹھایا اور نقشہ اور نعلین پاک کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے جو مانگا سو پایا۔ بعض فوائد عرض کئے دیتا ہوں ناظرین صدقِ قلب سے آزما کر دیکھئے۔

فضائل وفوائد: حضور ﷺ کی نعل پاک کے بے شمار فوائد و فضائل و خواص ہیں جن کا شمار نا ممکن نہیں تو محال ضرور ہے چند ایک یہ ہیں۔

حکایت: علامہ محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ مبارک کے مَنافع ایسے ظاہر و باہر ہیں کہ بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں من جملہ ان کے، ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لئے یہ نقشہ بنوایا وہ ایک روز میرے ہاں آکر کہنے لگا کہ میں نے گذشتہ شب اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کو اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہو گئی میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یاالٰہی مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شفاء عنایت فرمائی۔[17]

فوائد: قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے وہ ظالموں کے ظلم سے بچے، دشمنوں کے غلبے سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِ زہ کی شدّت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بہ فضلِ خدا تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔[18]

حکایت: شیخ ابن حبیب روایت فرماتے ہیں کہ ایک کو ایک دُنبل (پھوڑا) نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی اُنہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ پر رکھ لیا معاً ایسا سکون کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

حکایت: ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر ریائے مشور کا اتفاق ہوا ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی میں نے یہ نقشہ ناخدا یعنی ملاح کو دیا اور اسے کہا کہ اس سے توسل کرے اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت فرمائی۔[19]

فوائد: محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو۔ یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہو گی اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو چوروں کا اس پر قابو نہ چلے جس کشتی میں ہو غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔[20]

---

16) (القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ، ص133، دار الريان للتراث)
(سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم، اللطيفة الرابعة والثلاثون ، ص138، دار الكتب العلمية, 2012)

17) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ. ومن جواهره رحمه الله تعالى. [فتح المتعال]. 199/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

18) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ. ومن جواهره رحمه الله تعالى. [فتح المتعال]. 199/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

19) (فتح المتعال في مدح النعال، الباب الرابع في سرد جملة من خواص الخ، ص323، دار الكتب العلمية بيروت، 2006م)

20) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ. ومن جواهره رحمه الله تعالى. [فتح المتعال]. 199/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

فائدہ جلیلہ: بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ جو شخص نعل پاک کا نقشہ اپنے پاس رکھے اپنی ہر دلی مراد پر کامیاب رہے گا اور جو شخص اس نقشہ پاک کا تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے اس ارادہ پر کہ میرے جملہ اُمور با آسانی طے ہوں تو بفضلہ تعالیٰ وہ اپنی مراد کو پہنچے گا بلکہ اپنے تمام ہم زمان سے ہمیشہ فائق رہے گا بلکہ دنیا میں اس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکے گا اور کتاب "اَلْمُرْتَجِیْ بِالْقَبُوْلِ فِی خِدْمَةِ الرَّسُوْلِ" میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین نے بہت آثار و خواص وحکایت نقل کئے ہیں۔

چند اشعار ذوقیہ پڑھئے۔

ابو الخیر محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

يَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِيِّهِ........هَا قَدْ وَجَدْتَ إِلَى اللِّقَاءِ سَبِيلًا

اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے — آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ

فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعْ وَاعْتَقِدْ........وَتَغَالَ فِيهِ، وَأَوْلِهُ التَّقْبِيلَا

پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لئے اور مبالغہ کو — خضوع میں اور پیاپے (لگاتار) اس کو بوسہ دے

مِنْ يَدَّعِي الْحُبَّ الصَّحِيحَ فَإِنَّهُ........يُبْدِي عَلَىٰ مَا يَدَّعِيهِ دَلِيلًا[21]

جو شخص دعوی کرے سچی محبت کا پس بے شک وہ — قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو

سید محمد الحمازی الحسنی المالکی نے فرمایا:

رَأَيْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ........الْمُسْنَدِ الوَضْعِ الصَّحِيحِ مُعَرَّفًا

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو — جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

فَمَسَحْتُ وَجْهِي بِالْمِثَالِ تَبَرُّكًا........فَشُفِيتُ مِنْ وَقْتِي وَكُنْتُ عَلَىٰ شِفَا

تو میں نے مَل لیا اپنے چہرے پر اس نقش کو واسطے برکت کے — سو مجھ کو اسی وقت شفاء ہو گئی حالانکہ میں قریب الہلاکت تھا

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوبِ مِنْ بَرَكَاتِهِ[22]

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے — اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

قصیدہ رائیہ

حضرت سید مکبری حریری مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نعل مقدس کے فضائل وفوائد میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتداء یوں فرمائی:

يَا سَائِلًا عَنْ وَصْفِ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ

قصیدہ رائیہ:

يَا سَائِلًا عَنْ وَصْفِ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ........هَاكَ الْمِثَالَ مُوَضَّحًا لا نَعَمْ

قَدْ حَرَّ وَالْعُلَمَاءُ فِيهِ فَضَائِلًا ....أَضْحَتْ لِكَثْرَتِهَا أَخِي لا تُحْصَرُ

مِنْهَا لِلدَّاءِ يَبْرُ، عَاجِلًا تَلْقَى الأَمَانَ وَفَضْلُ رَبٍّ أَكْبَرُ........ذُو العُسْرَانِ وُضِعَتْ فَوْقَ يَمِينِهَا

---

[21] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى. [فتح المتعال]. 199/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

[22] (فتح المتعال في مدح النعال. الباب الثالث في المقطعات والقصائد. ص185، دار الكتب العلمية بيروت، 2006م)

فِي الحالِ يَهِلُّ مايَجِدُهُ وَيَغْتَرُّ ....عَلَى الجِبَاهِ إِذَا اسْتَقَرَّ فَنَاهُ
تَلْقَى القَبُولَ مُقَرَّةً فَلِشُكْرِ ....وَمِنَ الكَرَامَةِ قَالَهُ أَهْلُ الهَنِي
إِنَّ الإِلٰهَ لِكُلِّ ذَنْبٍ يَغْفِرُ ....لَا غَرْوَ فِي نَعْلِ الحَبِيبِ لِأَنَّهُ
أَعْطَى عَطَاءً فَوْقَ مَا هُوَ يُذْكَرُ ....فَعَلَيْكَ بِالتَّصْدِيقِ أَنْ رُمْتَ الفَنَا
فَالجِدُّ أَعْظَمُ مَا يَجِدُهُ مُعْسِرٌ ....وَتَوَسَّلَنْ بِمَا عَرَفْتَ مِثَالَهُ
لَا رَيْبَ بِالإِجَابَةِ أَجْدَرُ ....وَصَلَاةُ رَبِّي وَالسَّلَامُ يَحُضُّ
ذُو النَّعْلَيْنِ سَيِّدُنَا النَّبِيُّ المُشْهَرُ ....وَالآلَ وَالأَصْحَابُ مَا رَكِبُوا سِرَا
نَحْوَ المَرْجَى وَالكَوَاكِبُ تُزْهِرُ ....قِيلَ فِي نَعْلِهِ ﷺ
فِي مِثَالِ نِعَالِ صَاحِبِ الأَنْبِيَاءِ ....مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ المَحَلِّ الأَكْرَمَا
فَاشْمَمْهُ مُصَلِّيًا عَلَيْهِ مَاتَهُ ....وَامْسَحْهُ عَلَى المَحَلِّ بِاسْتِيفَاءِ
مِثَالُ نِعَالِ خَيْرِ الأَنْبِيَاءِ ....هُوَ البَابُ المُجَرَّبُ لِلشِّفَاءِ
هُوَ السَّبَبُ المُبَلِّغُ كُلَّ سُؤْلٍ ....بِتَحْقِيقِ الظُّهُورِ مِنَ الخَفَاءِ (23)

وَلَنِعْمَ مَا قِيلَ:

يَا رَبِّ بِالقَدَمِ الَّتِي أَوْطَأْتَهَا ....مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ، المَحَلِّ الأَكْرَمَا
ثَبِّتْ عَلَى مَتْنِ الصِّرَاطِ تَكَرُّمًا ....قَدَمِي، وَكُنْ لِي مُنْقِذًا وَمُسْلِمًا (24)
وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ لَبِسَ النَّعْلَ لَا لَا ......وَصَاحِبُ النِّعَالِ أَهَاجَا شَرْقِي

قَالَ الفَاكِهَانِيُّ: حِينَ أَبْصَرَ المِثَالَ، مُتَمَثِّلًا بِقَوْلِ مَجْنُونِ لَيْلَى:
وَلَوْ قِيلَ لِلمَجْنُونِ: لَيْلَى وَوَصْلُهَا ......أَحَبُّ إِلَى نَفْسِكَ أَمْ شِفَاءُ بَلَاوَاهَا؟
تُرِيدُ أَمِ الدُّنْيَا وَمَا فِي زَوَايَاهَا؟......لَقَالَ: غُبَارٌ مِنْ تُرَابِ نِعَالِهَا! (25)

اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ: اے نبی کریم ﷺ کی نعلِ پاک کا سائل (مانگنے والا) نعل پاک کے نقشہ کے متعلق علمائے کرام نے اپنے فضائل لکھے ہیں جن کا شمار نا ممکن ہے بعض ان میں یہ ہیں کہ جو شخص سچے اعتقاد سے نعل پاک کو وسیلہ بنائے تو وہ ہر بیماری سے نجات پائے گا اور بہت جلد لیکن بد اعتقاد کو اس سے فائدہ نہ ہو گا اور جس گھر میں یہ نقشہ پاک ہو گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ گھر امن و سلامتی پائے گا بڑی بات یہ ہے کہ دردِزہ (وضع حمل) کے وقت یہ نقشہ عورت کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو بچہ آسانی سے پیدا ہو گا اور یہ مجرّب ہے۔ کوئی شخص اسے تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے تو لوگوں کی نگاہ میں معزز و مکرم ہو اسے آزمایئے فائدہ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ نقشہ نعلین پاک کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو بزرگوں نے آزمایا ہے کہ

---

23) (فتح المتعال في مدح النعال، حرف الهمزة، وانشدني ايضاً لنفسه من الوافر قوله، ص148، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية، 1915م)

24) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري، صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى، فتح المتعال، 181/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

25) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري، صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى، فتح المتعال، 181/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

اس کے طُفیل اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ معاف کرتا ہے اِن فوائد کو سُن کر کسی کو وہم بھی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس نقشہ میں اس سے بھی زائد فائدے مُضمَر(پوشیدہ) فرمائے ہیں اگر تیرے دل میں نبی پاک ﷺ کی بزرگی کا یقین ہے تو اس کی تصدیق کر لے ورنہ کسی کے نہ ماننے سے نقشہ مبارکہ کی شان نہیں گھٹتی بلکہ اس کا اپنا نقصان ہے۔ہاں ضرورت مند تو بڑے بڑے حیلے کرتا ہے تجھے بھی اگر ضرورت ہے تو سچے عقیدے کے ساتھ اس نقش مبارک کو آزما کے دیکھ اور اسے وسیلہ کے طور پر بارگاہ حق میں معروضات(وسائل) پیش کر پھر اس کریم کے الطاف(مہربانی) دیکھ اور وہ اس لائق ہے کہ بندے کے معروضات پورے فرمائے۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ عرض کرتا ہوں کہ وہ مالک صاحبِ نعلین ﷺ پر بے شمار درود بھیجے اور ان کی آل واصحاب پر جب تک کہ تارے چمک رہے ہیں۔

دیگر قصیدہ: ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے نعلین پاک میں بڑی برکت اور تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے وسیلہ پکڑتے وقت ایک سو بار درود شریف پڑھئے پھر جہاں بیماری ہے اس مبارک(نعلین پاک کے) نقشہ کو وہاں رکھ دیجئے۔دوسرے اور بزرگ فرماتے ہیں کہ نقشہ(نعلین) مبارک تو ہر بیماری کی شفاء ہے بلکہ ہر مقصد کے لئے بہترین وسیلہ ہے ایک صاحب بارگاہِ حق میں نعلین پاک کو وسیلہ بناکر عرض کرتے ہیں یا اللہ عزوجل اس کے طفیل مجھے پُل صراط پر ثابت قدم رکھ۔امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس کے کثیر فوائد گنائے ان میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

عورت دردِزہ(وضع حمل) کے وقت اپنے داہنے ہاتھ لے آسانی ہو جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہِ خَلق میں مُعزز ہو، زیارتِ روضہ اقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارتِ اقدس ﷺ سے مشرّف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے، جس قافلہ میں ہو نہ لُٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرائے، جس میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضعِ درد و مرض پر رکھ کر شفائیں ملیں ہیں، مُہلکوں میں مصیبتوں میں اس سے توسّل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔[26] (بدرالانوار)

خصوصی انتباہ: مادہ پرست کمیونسٹ(Communist) خصوصیت سے اس مرض میں مبتلا ہیں کہ نقشوں وغیرہ سے شفاء کی اُمید رکھنا توہم پرستی ہے ان کو اتنا جواب کافی ہے کہ مفتون توأم با آنکه تورا ندیده‌ام[27]

لیکن افسوس برادری کا ہے کہ اسلام کا دعویٰ اور پھر ایسے اُمور کو نہ صرف توَہُّم پَرَستی کا طعنہ بلکہ اس پر فتویٰ شریف مزید بر آں انہیں بھی یہی کہیں گے کہ اس نقشہ کے برکات آزما کر دیکھو جیسے مولوی اشرف علی تھانوی نے آزمایا اس پر رسالہ بھی لکھ دیا لیکن وہابیت کی ہوا لگی تو اس سے رجوع بھی کر لیا ہاں اس نقشہ نعلین مبارکہ کے فوائد و برکات سو فیصد مجرّب ہیں آزما کر دیکھئے۔

اس کے بعد خصوصی توجہ ضروری ہے وہ یہ کہ یہ تو نقشہ کے فوائد و برکات کا حال ہے اصل نعلینِ اقدس کی شان کتنی ارفع و اعلیٰ ہوگی کیا خوب فرمایا حضرت علامہ حسن رضا بریلوی قدس سرہ نے:

اگر سر پہ رکھنے کو مِل جائے نعل پاک در حضور پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

مدینہ پاک: اس شہر مبارک کا ذرّہ ذرّہ تبرُّک ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں ہے: تُرَابُهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ[28] (خلاصة الوفاء)

مدینہ پاک کی مٹی بھی شفاء ہے: اور علامہ سمہودی قدس سرہ نے فرمایا: مدینہ کے پھلوں سے شفا حاصل کرنا ثابت ہے فرمایا کہ مدینہ پاک کے اسماء لکھ کر بخار والے کے گلے میں ڈالے جائیں تو بخار ٹل جاتا ہے اور فرمایا کہ مدینہ پاک گناہوں کی بیماری کی شفاء ہے۔

---

[26] (بدر الانور فی آداب الآثار المعروف تبرکات کے آداب وفضائل، نعل پاک کی توقیر پر کتب وقصائد، ص 33، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، 1994ء)

[27] میں تم سے محبت کرتا ہوں حالانکہ میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔(ان اُویسی)

[28] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى، الباب الأول في فضلها ومتعلقاتها وفيه عشرة فصول، 43/1، طبع على نفقة السيد: حبيب محمود أحمد، وجعله وقفا لله تعالى)

مدینے کی مٹی شہد شیر سے میٹھی: مضمون طویل ہورہا ہے لیکن جی چاہتا ہے کہ مدینہ پاک کی خاکِ اقدس کو مُفَصّل (تفصیلاً) عرض کردوں یہ مضمون فقیر نے اپنی تصنیف "محبوبِ مدینہ" سے لے کر درج کیا ہے۔

مدینہ پاک کی مقدس مٹی کے فضائل:

(۱) ابن النجار اور ابن الجوزی الوفاء نے روایت کی ہے: غُبَارُ الْمَدِينَةِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ[29] یعنی مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی شفاء ہے۔

(۲) جامع الاصول میں اور زرین و ابن الاثیر سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ کو اہلِ ایمان میں سے وہ لوگ ملے جو جنگ سے روکے گئے تھے ان کی آمد پر غبار اُڑی صحابہ میں سے کسی نے گرد و غبار سے منہ ڈھانپا یاناک چھپایا تو آپ نے اس کے منہ وغیرہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ فِي غُبَارِهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ[30]

یعنی اس مالک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بے شک مدینہ پاک کی غبار ہر مرض کی شفاء ہے۔

فائدہ: میرے خیال میں ہے اس کے آگے الفاظ یہ بھی تھے کہ کوڑھ اور برص کے لئے بھی شفاء ہے۔

(۳) رزین کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر وغیرہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر ہاتھ بڑھا کر اس کا کپڑا خود ہٹا کر فرمایا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَجْوَةَ الْمَدِينَةِ شِفَاءٌ مِنَ السَّقَمِ ، وَغُبَارُهَا شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ[31]

یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مدینہ پاک کی عجوہ کھجور میں ہر بیماری کی شفاء اور مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی شفاء ہے۔

(۴) ابن زبالہ کی روایت میں صیفی بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ تُرَابَهَا لَمُؤْمِنَةٌ ، وَإِنَّهَا شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ[32]

یعنی مجھے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک مدینہ پاک کی مٹی امن دیتی ہے اور وہ کوڑھ کی شفاء ہے

(۵) اسی سے مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں: مجھے حدیث پہنچی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: غُبَارُ الْمَدِينَةِ يُطْفِئُ الْجُذَامَ[33]

یعنی مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی گرمی کو بجھاتی ہے۔

فائدہ: علامہ سمہودی مصنف وفا الوفاء رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

وَقَدْ رَأَيْنَا مَنِ اسْتَشْفَى ، وَكَانَ قَدْ أَضَرَّ بِهِ كَثِيرًا ، فَنَفَعَهُ ذٰلِكَ جِدًّا[34]

یعنی ہم نے بہت سے ان خوش بختوں کو دیکھا جنہوں نے اس سے شفاء پائی اور اس مٹی کو استعمال کیا تو لازماً نفع پایا۔

فضائلِ خاکِ شفاء: یحییٰ بن الحسن نے جعفر العلوی و ابن نجار سے ابن زبالہ کے طریق سے روایت کی کہ

---

29) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، ما جاء في أن ترابه شفاء. 59/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

30) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، ما جاء في أن ترابه شفاء. 59/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

31) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، الاستشفاء بتراب صعيب. 60/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

32) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، الاستشفاء بتراب صعيب. 60/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

33) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، الاستشفاء بتراب صعيب. 60/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

34) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى.الفصل السادس في الاستشفاء بترابها. وبتمرها ، الاستشفاء بتراب صعيب. 60/1.دار الكتب العلمية–بيروت. الطبعة: الأولى–1419هـ)

ایک دفعہ حضور ﷺ قبیلہ بنو الحارث کے ہاں تشریف لے گئے وہ بیمار تھے آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہے؟ عرض کی حضور ﷺ یہ بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس صعیب (ایک جگہ کا نام ہے جو وادی بطحاں میں ہے ہمارے دور میں اسے وادی خاکِ شفا سے یاد کرتے ہیں لیکن افسوس آج وہ وادی نوحہ کناں ہے اس کی اب وہی حالت ہے جو ہمارے ہاں جوہڑ کی بلکہ عنقریب اس کا نام ونشان مٹا کر رہائشی مکانات اور کارخانہ کی تعمیرات کا منصوبہ ہے) نہیں عرض کی ہم اسے کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مٹی کو لے کر پانی میں ڈال کر یہ دعا پڑھ کر لعاب ڈالو۔

بِسمِ اللهِ، تُرَابُ أَرْضِنَا، بِرِيقِ بَعْضِنَا، شِفَاءٌ لِمَرِيضِنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا[35]

یعنی اللہ کے نام کی برکت سے مٹی ہمارے رب کی تھوک ہمارے بعض کی اللہ تعالیٰ کے اِذن (حکم) پر ہمارے بیمار کی شفاء کے لئے ہے۔

چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُنہیں بخار چھوڑ گیا۔

خاکِ شفاء کا مقام: ابن نجار نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ میں وہی گڑھا دیکھا ہے لوگ اس سے مٹی لے جاتے ہیں ان سے سنا گیا ہے کہ اُنہوں نے بیماریوں پر آزمایا اور مجرّب پایا جس سے بیماروں کو شفاء ملی میں نے وہاں سے مٹی اُٹھائی تھی۔

صاحب وفاء الوفاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ گڑھا تا حال موجود ہے جس کی مٹی تمام اسلاف و اخلاف اُٹھاتے اور بیماروں کو شفاء کے لئے جاتے ہیں اور مجد الدین نے فرمایا کہ علماءِ کرام رحمھم اللہ نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے بخاروں کے لئے آزمایا اور مجرّب پایا کئی بیمار اس سے شفاء پاگئے۔[36]

فیروز آبادی کے غلام کو شفاء: شیخ مجد الدین فیروز آبادی نے فرمایا کہ میں نے بھی اسے آزمایا ہے کہ میرا ایک غلام تھا جو مسلسل ایک سال سے بیمار چلا آرہا تھا۔ میں نے اس جگہ سے مٹی لے کر پانی ڈال کر پلائی تو اُسی دن اسے بخار چھوڑ گیا۔[37]

خاکِ شفاء کے استعمال کا طریقہ: مطری کی طرح اُنہوں نے ایک جگہ پر لکھا کہ مٹی کو پانی میں ڈال کر بخار والے کو نہلایا جائے۔

فائدہ: علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک کی مٹی پانی میں ڈال کر پہلے حضور نبی پاک ﷺ کی مذکورہ بالا دعا کی جائے پھر اسے بیمار کو پلایا جائے اور نہلایا بھی جائے۔[38] (تاکہ دونوں طریقے یکجا جمع کرنے سے مزید برکت ہو۔)

حدیث شریف

صحیحین کی حدیث میں ہے:

كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا[39]

یعنی جب رسول اللہ ﷺ کسی انسان کو بیمار پاتے یا زخم دیکھتے تو اپنی انگلی مبارک سے مذکورہ بالا طریقہ پر عمل کرتے۔

اور حضرت سفیان اپنی شہادت کی دو انگلیاں زمین پر رکھ کر پھر اُٹھا کر کہتے: بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا[40]

---

35) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل السادس في الاستشفاء بترابها، وبتمرها، الاستشفاء بتراب صعيب، 60/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1419هـ)

36) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل السادس في الاستشفاء بترابها، وبتمرها، الاستشفاء بتراب صعيب، 60/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1419هـ)

37) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل السادس في الاستشفاء بترابها، وبتمرها، الاستشفاء بتراب صعيب، 60/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1419هـ)

38) (سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقى، 13/4، الحديث 3895، المكتبة العصرية)

(صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، 1724/4، الحديث 2194، دار إحياء الكتب العربية)

39) (سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقى، 13/4، الحديث 3895، المكتبة العصرية)

(صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، 1724/4، الحديث 2194، دار إحياء الكتب العربية)

یعنی اللہ کے نام پر ہماری مٹی اور ہمارے بعض کی تھوک سے ہمارا بیمار بیماری سے شفاء پائے گا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انگلی مبارک پر لبِ اطہر لگا کر زمین پر لگاتے تا کہ مٹی لگ جائے پھر یہ دعا پڑھ کر اسے اس جگہ پر لگا دیتے تھے۔

حدیث شریف: ابن زبالہ کی روایت میں ہے ایک شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس کے پاؤں پر زخم تھا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چٹائی کا ایک حصہ ہٹا لیا اور انگلی شہادت کو مٹی لگا کر اپنی لبِ اطہر اس پر رکھ کر پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ، بِرِيقِ بَعْضِنَا، بِتُرْبَةِ أَرْضِنَا، يُشْفٰى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا[41]

پھر آپ نے تھوک مبارک پر ڈال کر شہادت کی انگلی اس شخص کے زخم پر لگائی تو وہ فوراً شفاء یاب ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ گویا اس کے پاؤں سے رسی ہٹالی گئی ہے۔

فائدہ: اس قسم کی حکایت شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ سے بھی منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس علاج کے تجربہ و مشاہدہ سے مشرف ہوا اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں قیام کا میرے لئے قیام رہا۔ میرے پاؤں پر ایسا شدید ورم (سوجن) ہو گیا کہ اَطِبَّاء نے بالاتفاق اس کو ہلاکت کی علامت تجویز کی مگر میں نے اس پاک مٹی سے اپنا علاج شروع کر دیا اور تھوڑے ہی دنوں میں آسانی اور سہولت کے ساتھ اس مُہلِک (ہلاکت والی) بیماری سے صحت یاب ہو گیا۔

(جذب القلوب)

فائدہ: خاکِ شفاء ہو یا مدینہ پاک کی خاکِ اقدس اسے کھانے کے بجائے پانی میں گھول کر پی لینا چاہیے کیونکہ علماءِ کرام کہتے ہیں کہ مٹی کھانا حرام (مکروہ) ہے لیکن اس مٹی پاک کو اس عموم سے خاص کرتے ہیں بلکہ ہمارے حریف مخالفین اہلِ سنت غیر اللہ سے نفع و نقصان کی اُمید پر شرک کا فتویٰ لگانے کو توحید اور دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں وہ بھی اس پاک مٹی سے شفایابی پر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں[42] تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بھی بڑے عاشق رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں ان کی مثال اہلِ کوفہ کی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد فتویٰ پوچھتے پھرتے ہیں کہ مکھی کو مارنے کا کتنا گناہ ہے۔ یہ لوگ بھی ادھر تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے گھٹایا[43] اور اپنے جیسا انسان بشر کہا اور ان کے علم مبارک کو جانوروں، پاگلوں سے تشبیہ دی[44] غرضیکہ توہینِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ذرّہ برابر کسر نہ چھوڑی لیکن یہاں آپکے شہر مبارک کی مٹی اور گرد و غبار کو آسمان سے اُوپر چڑھا دیا۔ ہماری تو اس سے خوشی ہے کہ اس سے اور آگے بڑھائیں تا کہ کلمہ پڑھانے کا احسان ادا ہو۔ (ان کے بڑوں کی سوانح عمریوں اور حج کے سفر نامے پڑھئے۔)

فائدہ: سوائے خاکِ شفاء کے سوا خاکِ مدینہ یا کنکریاں گھروں کے لئے نہ لائیں کیونکہ وہاں کی خاک اور کنکریاں غراق مدینہ پاک سے لانے والے پر نالاں ہوتے ہیں جیسا کہ بعض حجاج و ذاکرین سے معلوم ہوا۔

سید الشہداء امیر حمزہ کی شہادت گاہ کی مٹی: اسلاف رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ امیر حمزہ کی شہادت کی جگہ کی مٹی دردِ سر کے لئے شفاء ہے۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

40) (صحيح البخاري. كتاب الطب. باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم. 2168/5. الحديث 5413. دار ابن كثير. سنة النشر: 1414ھ/1993م)
(صحيح مسلم. كتاب السلام. باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة. 1724/4. الحديث 2194. دار إحياء الكتب العربية)
(سنن ابن ماجه. كتاب الطب. باب ما عوذ به النبي صلى الله عليه وسلم وما عوذ به. 1163/2. الحديث 3521. المكتبة العلمية)

41) (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى. الباب الأول في فضلها ومتعلقاتها وفيه عشرة فصول. الفصل الخامس في ترابها وثمرها. 175/1. طبع على نفقة السيد: حبيب محمود أحمد. وجعله وقفا لله تعالى)

42) "زمین و آسمان کے قلابے ملانا" ایک محاورہ ہے، جس کا مطلب ہے بہت زیادہ مبالغہ آرائی کرنا، غیر حقیقی یا محیر العقول باتیں کرنا، یا کسی معاملے کو حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کرنا۔

43) (البراہین القاطعۃ، ص 55، دار الاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

44) (حفظ الایمان مع بسط البنان، ص 15، دار الکتاب دیوبند، یوپی)　　(حفظ الایمان مع بسط البنان و تغییر العنوان، ص 13، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

تُرْبَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَيِ الْمَأْخُوذَةِ مِنَ الْمَسِيلِ الَّذِي بِهِ مَصْرَعُهُ لِإِطْبَاقِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلَىٰ نَقْلِهَا لِلتَّدَاوِي مِنَ الصُّدَاعِ[45] (جواھر البحار، صفحہ ۳۲، جلد ۴)

یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی دردِ سر کے لئے شفاء اس طرح اسلاف واخلاف سے منقول ہے۔

فائدہ: سلف وخَلَف سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ تک امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی تبرّک کے طور پر دردِ سر کی شفاء کے لئے کام آتی ہے لیکن نجدیت کے فتوائے شرک سے آج اس کا نام ونشان تک نہیں ہاں یہ تو ثابت ہوا کہ ہر دور میں مٹی تبرّک کے طور پر مستعمل ہوتی رہی۔

فائدہ: یہ صرف سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص نہیں بہت سے اولیاء کرام ان کے مزارات کی خاکِ شفاء کا سبب شھوں (بادشاہوں) سے یہاں تک کہ دیوبندیوں نے مولوی یعقوب کی قبر کی مٹی کو بھی خاکِ شفامانا۔

صہیب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کی مٹی: علامہ سمہودی وفاء الوفاء کے فصل خامس میں لکھتے ہیں:

قُلْتُ: فَتُرْبَةُ صَعِيبٍ أَوْلَىٰ بِذٰلِكَ لِمَا سَبَقَ فِيهَا، أَيِ فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ مِنْ أَنَّ تُرَابُهَا شِفَاءٌ[46] (جواھر البحار جلد ۴ صفحہ ۳۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ صہیب (رضی اللہ عنہ) کی مٹی شفاء کے لئے اولیٰ ہے جسے فصل خاص میں گزرا کہ اس کی مٹی شفاء ہے۔

فائدہ: اسی جواہر میں لکھا ہے: وَهُوَ وَادِي بَطْحَانَ یعنی وہ بطحان کی ایک وادی ہے۔

بہر حال خاکِ شفاء عرصہ دراز تک مدینہ پاک میں سے ہر ملک کے لوگ لے جاتے ہیں اور ملک میں اس کا چرچہ تھا لیکن افسوس کہ نجدیوں نے اب جگہ کو بند کر دیا اب نہ خاک رہی نہ شفاء۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نقشہ کعبہ وگنبد خضراء: یہ دونوں نقشے ہر کسی کے گھر کی زینت ہوتے ہیں یہ بھی بہت بڑی برکت والے نقشے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے لکھا کہ حضرت تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ جو تفسیر میں تحریر فرمایا کہ،

مِنْ فَوَائِدِ ذٰلِكَ أَنَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ زِيَارَةُ الرَّوْضَةِ فَلْيُلَبِّسْ مِثَالَهَا وَلْيُلْثِمْهُ مُشْتَاقًا لِأَنَّهُ نَابَ مَنَابَ الْأَصْلِ كَمَا قَدْ نَابَ مِثَالُ نَعْلِهِ الشَّرِيفَةِ مَنَابَ عَيْنِهَا فِي الْمَنَافِعِ وَالْخَوَاصِّ بِشَهَادَةِ التَّجْرِبَةِ الصَّحِيحَةِ وَلِذَا جَعَلُوا لَهُ مِنَ الْإِكْرَامِ وَالْاحْتِرَامِ مَا يَجْعَلُونَ لِلْمَنُوبِ عَنْهُ[47]

یعنی روضہ مبارک سید عالم ﷺ کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہٰذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔ (دلائل الخیرات ومطالع المسرات وغیرہما من معتبرات)

---

[45] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومن جواهر الإمام السمهودي في كتابه خلاصة الوفا في الباب الأول منه أيضاً. أحكام حرمها. 34/4. دار الكتب العلمية بيروت. 2010م)

[46] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومن جواهر الإمام السمهودي في كتابه خلاصة الوفا في الباب الأول منه أيضاً. أحكام حرمها. 34/4. دار الكتب العلمية بيروت. 2010م)

(جواهر البحار في فضائل النبي المختار. الفصل الخامس في بقية أودية المدينة وصدورها ومجتمعها ومفايضها . 212/2 إلي 213. طبع بمطبعة الآداب والمؤيد بمصر . سنة 1326ھ)

[47] (بدر الأنور في آداب الآثار المعروف تبرکات کے آداب وفضائل، زیارت کے آداب وفضائل، ص35، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، 1994ء)

فائدہ: دورِ سابق میں ان نقشوں بالخصوص گنبد خضراء کی زیارت کے وقت درودِ شریف کی کثرت کے ساتھ معطر ومعنبر ہو کر زیارت کرتے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بدرالانوار میں لکھا کہ علامہ طاہر فتنی مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی علی متقی مکی وہ اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

مَنْ اسْتَيْقَظَ عِندَ أَخْذِ الطِّيبِ وَشَمِّهِ إِلَىٰ مَا كَانَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مُحَبَّبَةٍ لِلطِّيبِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا وَتَرَ فِي قَلْبِهِ مِنْ جَلَالَتِهِ وَاسْتِغْفَائِهِ عَلَىٰ كُلِّ أُمَّتِهِ أَنْ يَعِظُوا بِعَيْنِ نِهَايَةِ الْإِجْلَالِ عِندَ رُؤْيَةِ شَيْءٍ مِّنْ آثَارِهِ أَوْ مَا يَدُلُّ عَلَيْهَا نَهُوَاتِ بِمَالِهِ فِيهِ أَكْمَلُ الثَّوَابِ الْعَمِيلِ وَقَدِ اسْتَعْبَتِ الْعُلَمَاءُ لِمَنْ رَءَا شَيْئًا مِّنْ آثَارِهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلَا شَكَّ أَنَّ مَنْ اسْتَحْضَرَ مَا ذَكَرْتُهُ عِندَ شَمِّهِ لِلطِّيبِ يَكُونُ كَالرَّائِي بِشِبْهِهِ مِّنْ آثَارِهِ الشَّرِيفَةِ فِي الْمَعْنَىٰ فَلَيْسَ بِهِ إِلَّا الْإِكْثَارُ مِنَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ مُخْتَصَرًا.[48]

یعنی مختصراً اسی ارشادِ جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام اُمت پر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے کہ جب حضور ﷺ کے آثارِ شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں جو حضور ﷺ کے آثارِ شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اُس وقت کمالِ ادب و تعظیم کے ساتھ حضور ﷺ کا تصور لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں ولہٰذا جو خوشبو سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفیٰ ﷺ اسے دوست رکھتے تھے وہ بھی گویا معنی آثارِ شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اُس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیے۔

تو نقل روضہ مبارکہ صاف صاف مایدل علیھا میں داخل ہے اس کی زیارت کے وقت حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور ﷺ پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہو گی ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بے باک ہے۔ قائل جاہل پر توبہ فرض ہے بلکہ از سرِ نو (دوبارہ) کلمہ اسلام کی تجدید کر کے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلاوجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ،

وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ[49] (رواہ الشیخان ان عن ذر رضی اللہ تعالی عنہ)

یعنی جس نے کسی کو کفر سے منسوب کیا اور کہا اے اللہ کے دشمن حالانکہ وہ ایسا نہیں تو وہ کلمہ لوٹ کر قائل پر آئے گا۔[50]

اسی مسئلہ کی تفصیل کے لئے فقیر اُویسی کا رسالہ ''مسلمان کو کافر نہ کہو'' کا مطالعہ فرمایئے۔ (اُویسی غفرلہ)

روضہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اگر روضہ مبارک حضرت شہزادہ گلگوں قبا، حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلام علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش مُنکَراتِ شرعیہ (شریعت کے منافی شے کے ملائے بغیر) مکان میں رکھے تو شرعاً کوئی حرج نہیں۔

تعزیہ کی مذمت: تعزیہ ہرگز اس کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار، بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں۔ نئی تراش نئی گڑھ جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طُمطُراق (دبدبہ) پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت (جگہ جگہ) اشاعتِ غم کے لئے ان کا گشت (چکر کاٹنا) اور اس کے گرد سینہ زنی ماتم سازشی کی شور افگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل و نقل سے گئی چھنی، کوئی ان کھپیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی اس مایہ بدعات (مصنوعی شے) کو معاذ اللہ جلوہ گاہِ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس اَبرَک پنی (چمکتا پرت) سے

---

[48] (بدر الأنور في آداب الآثار المعروف تبرکات کے آداب وفضائل، زیارت کے آداب وفضائل، ص36، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، 1994ء)

[49] (صحيح مسلم. كتاب الإيمان. باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم. 80/1. الحديث 61. دار إحياء الكتب العربية)

(صحيح البخاري. كتاب الأدب. باب ما ينهى من السباب واللعن. 2247/5. الحديث 5698 دار ابن كثير. سنة النشر: 1414ھ / 1993م)

[50] (بدر الأنور في آداب الآثار المعروف تبرکات کے آداب وفضائل، زیارت کے آداب وفضائل، ص38، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، 1994ء)

مرادیں مانگنا، منتیں مانتا ہے، عرضیاں باندھتا، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے باجے تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طُرَّہ (زینت) ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبالِ ابتداع (خرافات کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطورِ خیرات نہ رکھا ریاؤ تفاخر (ریاکاری) اعلانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے مٹی ریت میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (تجارت) ہوتی رہی ہے، فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، باجے بجتے چلے، رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کپوری رسوم، جشن فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچہ **بعینھا** حضراتِ شہداء کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں: اے مومنو اُٹھاؤ جنازہ حسین کا گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے وہاں کچھ نوچ اُتار باقی توڑ تار دفن کر دیئے۔[51] یہ ہر سال اضاعتِ مال (مالِ تجارت) کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے آمین۔

تعزیہ داری کہ اس طریقہ کا نام مرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت ناجائز و حرام ہے۔ ان خرافات کے شیوع نے اس اصل مشروع کو بھی اب محذور و محظور (ممنوع) کر دیا کہ اس میں اہلِ بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہلِ اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات (بدعت میں مبتلاء ہونے) کا اندیشہ ہے: **وَمَا يُؤَدِّي إِلَىٰ مَحْظُورٍ مَحْظُورٌ**[52]

حدیث شریف میں ہے: **اتَّقُوا مَوَاضِعَ التُّهَمِ**[53] ترجمہ تہمت کی جگہوں سے پرہیز کرو۔

لہٰذا دربارہ کربلائے معلے اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بقصدِ تَبَرُّک بے آمیزش منہیات بایں رکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔[54] (بدرالانوار منکرات)

فائدہ: یونہی ہر محبوبِ خدا کے روضہ کا نقشہ مثلاً حضور غوثِ اعظم و حضور خواجہ غریب نواز اور بابا فرید داتا گنج وغیرہم فی اللہ کے روضوں کا نقشہ مُتَبَرِّک ہے۔

اہلِ سنت کی اصلاح:

بہت سے اہلِ سنت اپنے مرشدان کرام و دیگر اولیاء کرام مثلاً سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضور غریب نواز اور بابا فرید وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فوٹو، تصویر، مجسمے گھر میں سجاتے ہیں یہ بالکل ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ اس میں برکت کے بجائے بے برکتی ہو گی اس لئے جس گھر میں فوٹو، تصویر، مجسمہ ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ یونہی اُولیائے کرام کی ارواح تمہارے گھروں میں خلافِ امر رسول اللہ ﷺ دیکھے گے وہ تم پر بجائے خوشی کے ناراض ہوں گے۔

---

51) گاتے ہوئے (خوشی یا جوش میں) وہ مصنوعی کربلا پہنچے، وہاں کچھ چیزیں اتار کر الگ کر دئے اور باقی توڑ کر یا کاٹ کر دفن کر دئے۔ (س رضا)

52) "جو چیز کسی منع یا گناہ کی طرف لے جاتی ہے، وہ خود بھی منع یا گناہ ہے۔" (ن اُویسی)

53) (جامع الأحاديث للسيوطي، حرف الهمزة، الهمزة مع التاء، 336/1، الحديث 535، د حسن عباس زكی)

54) (بدر الأنور في آداب الآثار المعروف تبرکات کے آداب وفضائل، امام حسین کے روضے کی نقل صحیح اور تعزیہ، ص 39، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، 1994ء)

لہٰذا کربلا شریف کے بارے میں اب صرف ایک درست نقشہ کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے، اور وہ بھی محض تبرک (برکت حاصل کرنے) کی نیت سے۔ اس میں کسی بھی ممنوعہ یا ناجائز چیز کی آمیزش نہ ہو، اسی شرط پر اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ (س رضا)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجسمہ دفن کرادیا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی بڑے سے بڑا پیر بڑھ کر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی بزرگ سے عقیدت میں بڑھ سکتا ہے اسی لئے تمہارے لئے بھی ضروری ہے کہ ان بزرگوں کی تصویریں فوٹو گھر میں نہ رکھیں بلکہ اُنہیں دفنادیں۔(وماعلینا الا البلاغ المبین)

گنگوھی اور تبرک: خدام الدین میں ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ایک مرتبہ بیمار ہوگئے جب تندرست ہوئے تو صاحبزادے نے شکریہ میں بہت لوگوں کی دعوت کی۔ مولانا گنگوہی نے اپنے ایک خاص خادم سے فرمایا کہ جب غریب لوگ کھانا کھا چکیں تو ان کے سامنے کا بچا ہوا کھانا جو کہ سفُون کو دیا جاتا ہے وہ سب میرے پاس لے آنا کہ وہ تبرک کھاؤں گا۔ اور (یہ) خیال نہ کرنا کہ ان کا بدن صاف نہیں ان کے کپڑے صاف نہیں اور اس کو تبرک اس لئے قرار دیا کہ اول تو وہ لوگ مومن ہیں دوسرے ان کی یہ شان ہے کہ حدیث قدسی میں خداتعالیٰ فرماتے ہیں: "أَنَا عِندَ ٱلْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ" اسی لئے حدیث میں آیا: يَا عَائِشَةُ قَرِّبِي الْمَسَاكِينَ

چنانچہ وہ کھانا حضرت (گنگوہی) کے پاس لایا گیا اور حضرت نے اس کو نہایت رغبت سے کھایا۔ تو کیا کسی نے اس قسم کی قدر غریبوں کی کرکے دکھائی ہے۔[55] (تجارت آخرت، صفحہ ۱۴)

حوالہ: ہفت روزہ خدام الدین صفحہ ۱۴، ۱۰ جون ۱۹۶۲ء رسالہ لاہور

انتباہ: غور فرمائیں کہ یہاں پر تو گنگوہی صاحب کو غُرباء کا پس خوردہ پیارا لگ رہا ہے لیکن تبرّکات پر شرک وبدعت کے فتوے:

عجب رنگ ہیں زمانے

فقیر ان کی ایسی بے ڈھنگی چال کی وجہ گذشتہ اوراق میں لکھ چکا ہے۔

بوسہ تبَرُّکات: ہم اہلِ سنت کہتے ہیں کہ جس چیز کی نسبت رسول کریم ﷺ کی طرف ہو جائے اس کا چومنا موجبِ صد برکات ہیں بلکہ آن میں بعض کا چومنا واجب اور بعض کا سنت، بعض کا مستحب، بعض کا مباح۔

فتویٰ دیوبند: پہلے مخالفین کے ایک امام کا فتویٰ پیش کردوں تا کہ کسی کو شرک وبدعت کے فتویٰ میں جوش نہ آجائے۔

دیوبندی کے حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں حضور ﷺ کا اثر محسوس ہے اور یہ ایک طبعی بات ہے چنانچہ اگر ایک طرف قرآن رکھا ہو اور حضور ﷺ کا قمیض مبارک بھی رکھا ہو دیکھو لو دل کدھر کھینچتا ہے، طبیعت کا جذب کدھر زیادہ ہوتا ہے گو اعتقاد! وہ حق تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تعظیم واجب ہے مگر عملاً تم اس کے ساتھ وہ برتاؤ کروگے جو قرآن کے ساتھ نہیں کرتے پھر بھی نہ شرک ہے نہ ترکِ ادب ہے۔(ہفتہ وار روح القیام، صفحہ ۱۱)

نقشہ روضہ رسول ﷺ (نقشہ کعبہ مکرمہ): گنبد خضرا اور کعبہ مکرمہ کے نقشے تبرُّک کے طور پر رکھنے کے متعلق مولانا عبدالحق الہ آبادی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حاشیہ دلائل الخیرات، صفحہ ۴۴ علامہ فاسی شارح دلائل الخیرات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اور مشاہدہ کرے اس شکل مبارک کو محبِّ مشتاق اور بوسہ دے اس پر غایتِ محبت سے اور زیادہ کرے شوق اپنا اور اکثر بزرگوں نے اس شکل کے واسطے خواص اور برکتیں بہت ذکر کی ہیں اور ان کا تجربہ کیا ہے۔" پھر لکھا ہے کہ جب دلائل الخیرات میں "لا

---

[55] (تجارتِ آخرت از اشرف علی تھانوی، ص16، ناشر: بلالی اسٹیم پریس، انبالہ، مقام اشاعت: سہارن پور، انڈیا)

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" ختم کرے تو چاہیے کہ حضور ﷺ کی ذات کو اپنے ہاں حاضر جانے اگر یہ تصور نہیں ہو سکتا تو اتنا سمجھے کہ وہ روضہ مقدسہ کے پاس گویا آپ کے حضور بیٹھا درود پڑھ رہا ہے۔[56]

فتوائے دیوبند: حضور ﷺ کے روضہ مبارکہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے نقشوں کے بوسے لینا اور ان پر انتہائی شوق و محبت میں آنکھیں ملنا جائز ہے۔ فتاویٰ اشرفیہ امدادیہ، جلد ۳، مطبوعہ مجتبائی دہلی، مسائل شتی، صفحہ ۱۴۰ پر ایک سوال کے جواب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں: (فارسی عبارت کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے)

لیکن اگر انتہائی شوق سے ایسا کرے تو وہ قابلِ ملامت ہے اور نہ اس کو جھڑکنا چاہیے کہ ایسے آدمی کو اس فعل پر ملامت کرنا اور جھڑکنا بے جا ہو گا۔

کتبہ

الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ

۲ محرم ۱۳۲۲ھ

اُویسی کی گزارش: ہمارے اہلِ سنت کا شعار بن گیا ہے کہ اپنے مکان و دوکان، اشتہار، اخبار، خُطوط، کتاب، رسائل وغیرہ پر دونوں نقشوں منقوش کراتے ہیں۔ صرف اسی لئے کہ یہ تصور اتنا پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ عاشق بول اُٹھے

میں یہاں اور میرا دل مدینے میں ہے

نقشہ نعل پاک: ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نعلین شریف (جوتیاں مبارکہ) کے نقشوں کو چومنا اور سر پر رکھنا اور ان کے وسیلہ سے اپنی حاجت مانگنا بے مراد کو بامراد کر دیتا ہے اپنے بزرگوں کی بات سے پہلے تھانوی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ دیوبند: یوبندی حضرات کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نيل الشفاء بنعل المصطفیٰ میں لکھتا ہے کہ فی زمانہ کثرتِ معاصی (گناہ کی کثرت) کی وجہ سے ہم پر بلیات (آزمائشوں) کا ہجوم ہے اور دل اور زبان کی کیفیت خراب ہونے کی وجہ سے توبہ استغفار قبول نہیں البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضورِ قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور اُمید قوی ہو تو اس کی برکت سے حضورِ قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور اُمید قبول بھی ہے منجملہ ان وسائل کے تجربہ بزرگان نقشہ نعلِ مقدسہ حضور ﷺ نہایت قوی البرکت اور سریع الاثر (جلد اثر والا) پایا گیا ہے اور اسی کتاب میں یہی مولوی اشرف علی اسی نقشہ نعلین مبارک سے وسیلہ پکڑنے کا طریقہ یوں بیان کرتا ہے بہتر ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار درود شریف گیارہ بار کلمہ طیبہ، گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام (پوری عاجزی سے) جناب باری تعالیٰ میں (اللہ تعالیٰ کے حضور) عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لئے ہوں ان کا ادنی درجہ کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر برکت اسی نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما (پھر لکھتے ہیں) پھر سر پر سے اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہت سے بوسے دیئے اشعار ذوق و شوق سے عشقِ محمد ﷺ کی زیادتی کی غرض سے پڑھے اور یہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین شریف کی برکتیں اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اسی نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے جو شخص تبرکاً اس کو اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِ زہ (وضع حمل) کی شدّت میں اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے اور پھر یہی مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور ﷺ کی پاک جوتیوں کی خصوصیات جو علامہ محدث حافظ تلمسانی نے اپنی کتاب فتح المتعال في مدح النعال میں بیان کی تھیں ذکر کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ان لوگوں کو اپنے مقاصد میں

---

[56] (دلائل الخیرات مترجم وشارح عبدالحق الہ آبادی، صفۃ الروضۃ المبارکۃ، حاشیہ 2، ص 44، مطبع رزاقی، کانپور)

کامیاب کیا اور بہت کو ہلاکت سے بچایا ہے بہت کو بیماری سے نجات عطا فرمائی ہے جنہوں نے محبوبِ خدا ﷺ کی جوتیوں کو اور ان کے نقشوں مبارکہ کو وسیلہ بنا کر سوال کیا تھا۔ (57)

نعلین پاک سے عشق: کتاب الوسیلہ مصنف جناب بادشاہ گل صاحب بخاری اکوڑہ خٹک پشاور کے صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰ پر لکھا ہے کہ امام ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ محمد امین محمد الجزری علیہ الرحمۃ کے چند اشعار جو شوق و محبت سے فرما چکے ہیں پیش خدمت ہیں۔ نعل شریف (مبارک جوتیوں) کا وسیلہ پکڑتے وقت ان اشعار کو پڑھنا شوقاً و محبتاً باعثِ اجر و مزید قبولیت ہوں گے۔

يَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِيِّهِ........هَا قَدْ وَجَدْتَ إِلَى اللِّقَاءِ سَبِيلًا

اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے　　آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ

فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعْ وَاعْتَقِدْ........وَتَغَالَ فِيهِ، وَأَوِّلْهُ التَّقْبِيلَا

پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لئے اور مبالغہ کو　　خضوع میں اور پیاپے (لگاتار) اس کو بوسہ دے

مِنْ يَدَّعِي الْحُبَّ الصَّحِيحَ فَإِنَّهُ........يُبْدِي عَلَى مَا يَدَّعِيهِ دَلِيلًا (58)

جو شخص دعوی کرے سچی محبت کا پس بے شک وہ　　قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو

سید محمد الحمازی الحسنی المالکی نے فرمایا:

رَأَيْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ........الْمُسْنَدِ الْوَضْعِ الصَّحِيحِ مُعَرَّفًا

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل مصطفی ﷺ کو　　جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

فَمَسَحْتُ وَجْهِي بِالْمِثَالِ تَبَرُّكًا........فَشُفِيتُ مِنْ وَقْتِي وَكُنْتُ عَلَىٰ شِفَا

تو میں نے مَل لیا اپنے چہرے پر اس نقش کو واسطے برکت کے　　سو مجھ کو اسی وقت شفاء ہو گئی حالانکہ میں قریب الہلاکت تھا

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوبِ مِنْ بَرَكَاتِهِ........وَوَجَدْتُ فِيهِ مَا أُرِيدُ مِنَ الصَّفَا (59)

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے　　اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

مزید فقیر کے رسالہ "فضائل نعلین پاک" کا مطالعہ کیجئے۔

ابوالحسن خرقانی کا جُبّہ: سلطان محمود غزنوی المتوفی ۴۲۱ھ حضرت خواجہ ابوالحسن المتوفی ۴۲۴ھ کی خدمت میں ایک دفعہ خرقان حاضر ہوا۔ رخصت ہوتے وقت محمود نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی نشانی دیجئے آپ نے اپنا پیراہن (لباس) عطا فرمایا اور اس کو سلطان نے بصد خوشی لے کر بطورِ تبرک اپنے پاس رکھا جب ہندوستان کے مشہور مندر سومنات پر چڑھائی کی اور عین حالتِ لڑائی میں کفار کا پلّہ بھاری نظر آنے لگا اور خطرہ ہوا کہ مسلمان کہیں شکست نہ کھا جائیں سلطان نے گھوڑے سے کود کر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کے اس پیراہن (لباس) مبارک کو ہاتھ میں لے کر دعا مانگی کہ الٰہی اس پیراہن کے طفیل فتح نصیب فرما۔ رحمتِ خداوندی سے دعا مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے سلطان کو فتح مندی نصیب فرمائی۔ اس شب محمود نے خواب میں حضرت شیخ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ محمود تو نے ہمارے خرقہ کی کچھ عظمت نہیں کی اگر تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ یہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں تو سب مسلمان ہو جاتے۔

---

57) (نیل الشفاء بنعل المصطفی از اشرف علی تھانوی، ص 1 تا 2)

58) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى. [فتح المتعال]، 199/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

59) (فتح المتعال في مدح النعال، الباب الثالث في المقطعات والقصائد، ص185، دار الكتب العلمية بيروت، 2006م)

فائدہ: معلوم ہوا کہ محمود بُت شکن اور غازی ہند تب بنا جب اس نے صالحین اور بندگانِ خدا کے ساتھ محبت وعقیدت پیدا کی اور ان کے تبرّکات تک کو سر آنکھوں پر جگہ دی، میدانِ جہاد میں تیغ وسپر (تلوار وڈھال) اور تیر وسنان (تیر اور نیزے) کے ساتھ ان آثارِ صالحین سے بھی کام لیا گیا اور درحقیقت ان پاک نُفوس کی آن فاس (دعاء وتبرکات) کی برکتیں ہیں اور ان کی دعائیں ہیں کہ اس کفرزار میں توحید کی روشنی پھیل گئی۔ آج مادیت وظاہر پرستی اور ظاہر بینی کا زمانہ ہے اسی لئے دعا وتوجُّہات کی فتح مندی ہم سے کوسوں دور بھاگتی ہے اور روز بروز نئی نئی ذِلتیں اور شکستیں چمٹتی جاتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ آج بھی اگر مسلمان کو بُت شکن بننا اور کسی "سومنات" کو فتح کرنا ہے تو ضرور کسی خرقانی کے خرقہ دریدہ (جُبّہ مبارک) کو آنکھوں سے لگانا ہوگا اور سلطان محمود ہو کر بھی اپنے کبر وغرور کو مٹا کر اس کی خانقاہ پر حاضری دینی ہوگی۔ (ماخوذ)

نوٹ: اس طرح اولیاء کرام کے بے شمار واقعات تاریخِ اسلام میں موجود ہیں۔ فقیر نے صرف نمونہ کے طور پر ایک واقعہ عرض کر دیا۔

تَبَرُّکَات سندِ حدیث: محدثین کبھی اسناد صحیح نقل کر کے فرمادیتے ہیں: لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ من جنته

یعنی اگر یہ اسناد کسی دیوانہ پر پڑھی جائیں تو اس کو آرام ہو جائے۔

اسناد میں کیا ہے بندگانِ دین، راویانِ حدیث کے نام ہی تو ہیں۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کی برکت: حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "صواعق المحرقۃ" میں لکھا کہ جب امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا۔ حافظانِ حدیث امام انوار آئمہ راضی اور امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بے شمار طالبانِ علم وحدیث حاضر خدمت ہوئے اور گڑ گڑا کر عرض کی اپنا جمال مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آباء کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے۔ امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹالیں خلق کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں دو گیسو شانہ پر لٹک رہے تھے پردہ ہٹتے ہی خلق کی یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے کوئی روتا ہے کوئی خاک پر لوٹتا ہے کوئی سواری مقدّس کا سُم (کُھر) چومتا ہے۔ اتنے میں علماء نے آواز دی خاموش سب لوگ خاموش رہے دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی حضور نے فرمایا:

حدثني أبي موسى الكاظم عن أبيه جعفر الصادق عن أبيه محمد الباقر عن أبيه زين العابدين عن أبيه الحسين عن أبيه علي بن أبي طالب رضي الله عنهم قال حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال (حدثني جبريل قال سمعت رب العزة يقول لا إله إلا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني أمن من عذابي)

یعنی امام علی رضا امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میرے آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیث بیان فرمایا کہ ان سے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا۔

یہ روایت فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا دوراتوں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کئے گئے بیس ہزار سے زائد تھے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لو قرأت هذا الإسناد على مجنون لبرىء من جنته[60]

یعنی یہ مبارک سند اگر جنون پر پڑھو تو ضرور اسے جنون سے شفاء ہو۔

---

60) (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة للهيتمي، الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم، 595/2، مكتبة المدينه، كراچى)

اس قسم کے اور اسناد بھی ہیں جو احادیثِ مبارکہ کی شرح میں مُفَصَّل مُحَرَّرْ (تفصیلاً تحریر) ہیں اور اصحابِ بدر کے اسماء بطورِ وِرد برائے فوائد پڑھے جاتے ہیں غرضیکہ اس طرح کے کلماتِ طیبات اور اسماء مبارک کے برکات جیسے دنیا میں فائدہ دیتے ہیں ایسے ہی آخرت میں اسی لئے ان کے استفادہ واستغاثہ کا انکار محرومی کی علامت ہے۔

اسمائے محبوبانِ خدا: ہم اہلِ سنت محبوبانِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اسماء مقدسہ سے تبرُّک حاصل کرتے ہیں۔ پانی پر دَم کرکے یا وہ اسماء مبارکہ لکھ کر گلے میں ڈالنا یا ان کا وظیفہ کرنا شرعاً جائز و مُسْتَحْسَنْ ہے اور بفضلہ تعالیٰ ان سے فوائد اور فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں مثلاً:

تعویذ دردِ زِہ: تسہیل ولادت (ولادت میں آسانی) کے لئے مندرجہ ذیل لکھ کر ناف پر باندھیں یا سیدھے ہاتھ میں دیں جب بچہ پیدا ہو اسے فوراً اُتار لیا جائے اور اسے حفاظت سے رکھا جائے۔ نقش[61] یہ ہے:

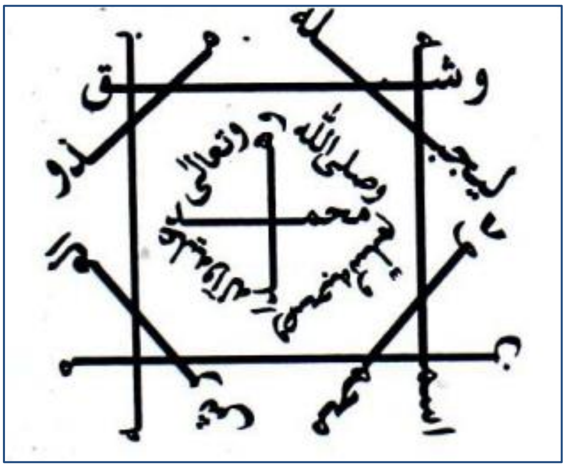

بخار نوبتی کے لئے: وما محمد الا رسول لکھ کر بخار کے آنے سے پہلے ماتھے پر چسپاں کیا جائے۔

بواسیر خونی ہو یا بادی: گیہوں کے آٹے کی ٹکیہ پکا کر یہ نقش لکھ کر مریض کو سات روز تک کھلایا جائے ان شاء اللہ عزوجل اس موذی مرض (تکلیف دہ مرض) سے نجات ہوگی۔ نقش انگشتری میں کُندہ کرا کے پہنے نقش یہ ہے۔[62]

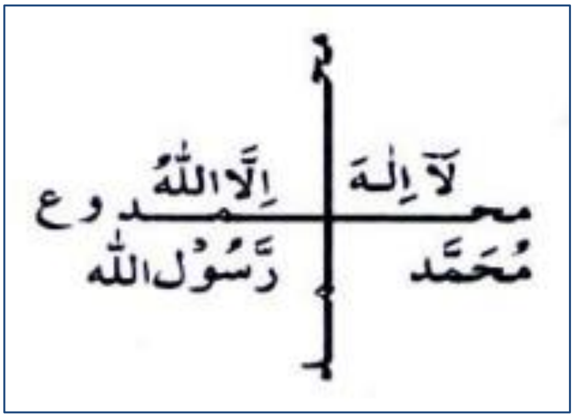

اصحابِ کہف اسماء: دروازے پر لکھ کر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوپاتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے، کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ

---

61 (شمع شبستانِ رضا، حصہ اول، آسانی کے ساتھ بچہ پیدا ہو، ص ۴۰، قادری رضوی کتب خانہ لاہور، رمضان ۱۴۳۲ھ / اگست ۲۰۱۱ء)

62 (شمع شبستانِ رضا، حصہ دوم، نقش بواسیر خونی وبادی، ص ۲۹، قادری رضوی کتب خانہ لاہور، رمضان ۱۴۳۲ھ / اگست ۲۰۱۱ء)

جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، اُم الصبیان، خشکی وتری کے سفر میں جان ومال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔

"اصحابِ کہف" قوی ترین اقوال یہ ہے کہ سات حضرات تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں: مکسلمینا، یملیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونوانس، کشفیط طنونس۔[63] (خزائن العرفان)

نوٹ: اصحابِ کہف کے اسماء مبارکہ کے دیگر خواص اور ان کی تفصیل وواقعات ودیگر عجائب فقیر کی کتاب "اصحاب الکھف" میں پڑھیے۔

سوال: مشکوٰۃ باب غسل المیت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ عبد اللہ ابن ابی کی قبر پر تشریف لائے جب کہ وہ قبر میں رکھا جاچکا تھا اس کو نکلوایا اس پر اپنا لعابِ دہن ڈالا اور اپنی قمیض مبارک اس کو پہنائی۔[64]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب حضور ﷺ کا کُرتا مبارک عبد اللہ بن ابی کو فائدہ نہ دے گا تو باقی بزرگوں کا لباس یا شجرہ سلسلہ مشائخ وغیرہ کے فائدے کا خیال کرنا بے وقوفی ہے۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے دشمن اور آپ کے گستاخ کو تبرّکات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نبی اکرم ﷺ نے اسی عقیدہ کو واضح کرنے کے لئے عمداً ایسے کیا تاکہ رہتی دنیا تک کے مسلمان اُمتی یقین کریں کہ ایمان کے ساتھ محروم انسان کو تبرّکات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(۲) حضور نبی اکرم ﷺ کو عبد اللہ ابی بن سلول کی منافقت اور اس کے جہنمی ہونے کا یقین تھا اور کُرتا عطا فرمانے اور لعابِ دہن ڈالنے میں حکمتیں تھیں جنہیں ہم نے "احسن التحریر فی تقاریر دورہ تفسیر" میں وضاحت سے لکھا ہے باوجود ان میں آپ کے کُرتہ عطا فرمانے سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ متبرک شفاء میت کے ساتھ جائز ہے ورنہ حضور ﷺ اس لڑکے کے اصرار کے باوجود ہرگز ایسا نہ کرتے کیونکہ جو امر ناجائز ہو اسے رسول اللہ ﷺ کیسے کرتے۔

(۳) اس سے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے کا ثبوت ملا کہ جہاں آپ نے متعلقات میں باذن اللہ وعطاؤ منافع پہنچا سکتے ہیں وہاں ان سے منافع کا سبب بھی فرما سکتے ہیں ہم نے سابقاً متعدد روایات ہیں جن میں تصریح ہے کہ سرورِ عالم ﷺ اپنے متعلقات کے لئے فرمایا کہ ان سے میت کو قبر میں راحت و سرور نصیب ہو گا جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا قمیض مبارک دے کر فرمایا:

إِنِّي أَلْبَسْتُها قَمِيصِي لِتَلْبَسَ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ[65]

یعنی میں اسے قمیض اس لئے پہنا رہا ہوں تاکہ اسے بہشت میں بہشتی لباس عطا ہو۔

---

[63] (کنز الایمان مع خزائن العرفان، الکھف ۱۰، فائدہ: 15، ص549، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

[64] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الثالث، 520/1، الحديث 1645-[12]، لمكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[65] (المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد، محمد بن الحسن بن البستنبان، 473/7، الحديث 6931، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405ھ/1985م)

اس معنی پر یہی کہا جائے گا کہ لعابِ دہن کو ملائکہ نے منافق میں جذب نہ ہونے دیا ہو گا اور قمیض مبارکہ کے برکات بھی سلب(ختم) کر لئے ہوں گے وغیرہ وغیرہ اور اس کی نظیر(مثال) شرعاً موجود ہے۔ وہ یہ انبیاء علیہم السلام کے نطفے پاک اور دوزخ میں جانے کے لائق نہیں لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان جہنم میں جائے گا وہاں بھی یہی تاویل کرنی پڑے گی ورنہ اسلامی عقائد میں تضاد کیسا؟ یہاں بھی تضاد ایسے ہی رفع(دور) ہو گا جب کہ صحابہ کرام کو تبرّکات عطا ہوئے اور صحابہ کرام و تابعین سے تبرّکات سے حصولِ تبرّکات کا اثبات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور یہاں صرف معمولی وہم سے انکار کا کیا معنی۔

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کا منافق کو تبرّکات عطا فرمانے کی کئی وجوہ ہیں۔ چند ایک ہم یہاں عرض کر دیتے ہیں۔

(۱) اس کا بیٹا مخلص مومن تھا جس کی دلجوئی منظور تھی۔

(۲) اس نے ایک بار حضرت عباس کو اپنی قمیض پہنائی تھی آپ نے چاہا کہ میرے چچا پر اس کا احسان نہ رہ جائے۔

(۳) اپنے رحمت عالم ہونے کا ثبوت دیا کہ یہ منافق زندگی بھر غلیظ و غضب کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن ہم اس کی موت پر خوش نہیں بلکہ حقوق انسانی کے تحت اس کی وصیت پوری کر رہے ہیں نہ صرف جنازہ میں شرکت بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کی طرح اس کے ساتھ نوازشیں فرما رہے ہیں۔

سوال: ہم کفنی لکھنے کا فائدہ اُس وقت مانتیں جب قبر میں جانے والا پڑھا لکھا ہو پھر موت تو پڑھائی لکھائی تمام بُھلا دیتی ہے یعنی مرنے کے بعد پڑھنا کیسا؟

جواب: یہ اہلِ سنت کے ضابطہ اسلام قواعد و اُصول سے روگردانی کی بیّن(واضح) دلیل ہے کیونکہ اہلِ سنت کے نزدیک موت کے بعد انسان کے قوی و مشاعر میں بجائے ختم کے اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً ہم بند مکان میں باہر سے کچھ نہیں سُن سکتے لیکن مردہ سنتا دیکھتا ہے اور پھر برزخ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں ان پڑھ سب کچھ پڑھ سکتا ہے چنانچہ ہم عربی زبان کو عرصہ تک سیکھتے رہتے ہیں لیکن میت قبر میں جاتے ہی عربی جانتا بولتا ہے جیسا کہ "منکر نکیر" کے سوالات اور مردے کے جوابات دلالت کرتے ہیں اور قرآن مجید میں ہے: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ (بنی اسرائیل: ۱۳) [ترجمہ: اپنا نامۂ اعمال پڑھ] یہ خطاب ہر انسان کو ہے پڑھا ہوا یا ان پڑھ، اسی لئے مخالفین کا یہ اعتراض لغو محض اور خالص جہالت پر مبنی ہے۔

سوال: کیا ثبوت ہے کہ جس کو تبرّک بنایا جا رہا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کا ہے یا اس بزرگ کا یقیناً ہے جن کی طرف وہ تبرّک منسوب ہے۔

جواب: حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں کاٹھیاواڑ میں ایک مسجد میں ۱۲ ربیع الاول کو بیان کرنے گیا وہاں موئے مبارک کی زیارت کی جا رہی تھی۔

عشّاق زیارت کر رہے تھے، درود و سلام کا نذرانہ بھیج رہے تھے، دعائیں مانگ رہے تھے، اشکبار تھے، بہت پر کیف اور مبارک منظر تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کونے میں منہ بنائے کھڑا ہے؟ کہنے لگا کہ مسجدوں میں خُرافات ہو رہی ہے اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ بال حضور ﷺ کے ہیں؟ اور اگر ہوں بھی تو اس کی تعظیم کا کیا ثبوت ہے؟

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو اس کا جواب نہیں دیا بلکہ اس سے سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا عبدالرحمن میں نے پوچھا آپ کے والد کا نام؟ کہا عبدالرحیم میں نے پوچھا کہ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ عبدالرحیم ہی کے بیٹے ہیں؟

کیوں کہ اول تو اس نکاح کے گواہ نہیں اور اگر گواہ ہیں بھی تو صرف عقد نکاح کی گواہی دیں گے یہ کیسے معلوم ہو گا کہ آپ کی ولادت بھی انہیں کے سبب ہی سے ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگا مسلمان کہتے ہیں کہ میں انہی کا یعنی اپنے ابا عبد الرحیم کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے تو میں نے بھی جواب میں کہا کہ مسلمان کہتے ہیں کہ یہ موئے مبارک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے ہیں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے اس پر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔

تبصرہ اُویسی: حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الزامی جواب سے مخالف کو جواب دیا اور دراصل مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ایک اسلامی قاعدہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ جس میں شہرت عامہ ایسی ہو کہ جس میں کذب کا وہم نہ ہو سکے جسے خبر استفاضہ [66] بھی کہا جاتا ہے ایسی شہرت پر اُصولی طور پر کئی مسائل مُرتّب ہوتے ہیں اور یہ قاعدہ حدیث شریف: أنتم شهداء الله في الأرض [67] [یعنی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔] کے عین مطابق ہے اسی قاعدہ پر ہم تبرّکات سے برکات حاصل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

سوال: اگر کوئی شخص کسی تبرک کے بارے میں جھوٹ مشہور کر دے کہ یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تبرّکات ہیں یا کسی دوسرے کے بارے میں یہ کہہ دے کہ یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تبرّکات ہیں حالانکہ وہ عام آدمی کا ہی ہے۔

جواب: اسلام میں نسبت کی تعظیم کو بہت بڑی وُقعت ہے۔ چونکہ تبرّکات اعلیٰ شخصیات کی طرف منسوب ہے لہٰذا ہم نسبت کی تعظیم کریں گے مگر اس جھوٹ کو مشہور کرنے والا سخت گناہ گار ہو گا اور ہمیں نسبت کی تعظیم کرنے کا ثواب ملے گا۔

نسیم الریاض شرح شفاء میں قاعدہ بالا مذکور ہے اور حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ شفاء شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر میں یہ بھی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ مبارک کے مقدّس مکانات اور جو کوئی شے جسمِ انور سے چھو بھی گئی ہو اور جس شئے کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہو کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہے ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا ہے۔ [68]

حضرت علامہ ملّا علی قاری علیہ الرحمہ الباری شرح شفاء میں اسی عبارت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی چیز نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب ہو اور مشہور ہو اس کی تعظیم کی جائے۔

نوٹ: بعض تبرّکاتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقامات اور ان کے متعلق معلومات فقیر کا رسالہ "اَلْمَعْلُوْمَاتُ فِی التَّبَرُّکَات" پڑھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ، ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء

شب پیر بعد اذان الفجر بہاولپور۔ پاکستان

---

66) **خبرِ استفاضہ** وہ اطلاع یا خبر ہوتی ہے جو کثرت سے مشہور ہو جائے اور کئی ذرائع سے سنی جا رہی ہو۔ (س رضا)

67) (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى، 656/2، الحديث 949، دار إحياء الكتب العربية)

68) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، القسم الرابع فى تصريف وجوه الأحكام فيمن تنقصه أو سبه، 445/6، دار الكتب العلمية بيروت، 2011م)